سُپَرمَین

اِن دی

وَرلڈ

مُحمّد مُختار شاہ

سُپرمین
اِن دی
ورلڈ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب ------------ سپرمین اِن دی ورلڈ

مصنف ---------- محمد مختار شاہ

پروف ریڈنگ --------- سید محمد نثار گیلانی

باہتمام ------------ اصغر علی بٹ

اشاعت اول ---------- جولائی 1997ء

مطبع ------------ شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ----------- 170 روپے

12 امریکی ڈالر

12 سعودی ریال

مصنف کا برقی خط پتہ: mukhtar0786@hotmail.com

Code: 6M07

گیلانی پبلیکیشنز۰لاہور

50۔ نیو شالیمار روڈ لاہور فون: 042-7469510

سیل: 0300-8489101, 0321-8489101

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	توحید	۹	۱۷	بدن کا حوض	۶۹
۲	رسالت	۱۱	۱۸	معراج نظریہ رضافت کی روشنی میں	۷۳
۳	نسخۂ شفا	۱۳	۱۹	انگوٹھی	۷۸
۴	جہل فاقہ مستی	۱۹	۲۰	ماں	۸۲
۵	بہترین لباس	۲۴	۲۱	نظربد اور تعویذ	۸۸
۶	ٹوتھ برش	۲۶	۲۲	ایک جگہ بیٹھ کر دور کی چیز کو دیکھنا	۹۳
۷	شجرکاری	۲۹		ایک جگہ بیٹھ کر ہر جگہ نظر آنا	
۸	حسد	۳۴	۲۳	مشارق و مغارب	۸۹
۹	خوشبو	۳۷	۲۴	سورج زمین کے قریب آئے گا	۱۰۱
۱۰	گائے کا گوشت	۴۰	۲۵	خواب	۱۰۳
۱۱	کتا	۴۳	۲۶	ذات پات	۱۱۲
۱۲	دل	۴۶	۲۷	دعا	۱۲۱
۱۳	شراب بیماری ہے	۵۲	۲۸	ڈارون کا نظریہ اور حدیث مبارکہ	۱۲۸
۱۴	پھونک	۵۵	۲۹	CREATION OF MAN	۱۳۱
۱۵	وضو کے کرشمے	۵۸	۳۰	اصول تجارت	۱۳۹
۱۶	منشیات	۶۵	۳۱	اصول جنگ	۱۴۳

SUPER MAN
IN THE WORLD

معروف شاعر، محقق، ادیب، نقاد
کیپٹن شاکر کنڈان

جب کائنات کی تخلیق پر غور کرتے ہیں تو ذہن میں کئی سوال ابھرتے ہیں اور انسان الجھ کر رہ جاتا ہے۔ یہ الجھنیں انسان کی سوچ کو بہت دور تک لے جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ماہرین ارضیات، فلکیات وغیرہ نے اس کائنات کی تخلیق کا رابطہ کروڑوں اور اربوں سال پہلے جا کر جوڑا۔ لیکن ابتدا یعنی ازل تک پھر بھی نہ پہنچ سکے۔ دراصل تحقیق کا یہ کام کوئی اتنا آسان بھی نہیں بلکہ ناممکنات میں سے ہے۔ البتہ میں جہاں تک ایک سوال کے حل تک پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کائنات کی تخلیق، تخلیق کار نے صرف اپنی پہچان کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنے محبوب کو تحفہ کے طور پر عنایت فرمانے کے لئے کی۔ اور وہ محبوب ہیں محبوب خدا، محبوبِ کائنات اور ہم سب کے محبوب نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسلمان ہونے کے ناطے بے شمار لکھاریوں نے آپؐ کی سیرت و شمائل اور عظمت و کردار پر لکھا اور اپنا نام محبوں میں شامل کر کے اپنی بخشش کیلئے راہیں ہموار کرنے کی کوششیں کیں۔ ایسے ہی بے شمار مصنفوں میں سے ایک شخصیت ہیں جناب محمد مختار شاہ صاحب۔ جنہوں نے Super Man in the World لکھ کر سیرت رسولؐ اور سنت رسولؐ کے چند ایک پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے انگلی کٹوا کر شہیدوں میں شامل ہونے کی کاوش کے ساتھ ساتھ شفاعت رسولؐ کے لئے اپنی راہیں ہموار کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

محمد مختار شاہ صاحب کا تعلق علمی اور ادبی گھرانے سے ہے۔ جس پر مستزاد یہ کہ آپ سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کا آبائی گاؤں ملکوال ہے۔ آپکا شجرہ نسب یہ ہے

محمد مختار شاہ بن طالب حسین شاہ (المعروف علامہ صدیقی) بن غلام حسین شاہؒ بن غلام رسول شاہؒ بن چمن شاہؒ بن قاسم شاہؒ بن سید حسن شاہؒ بن سید شاہ محمدؒ بن سید رضا شاہؒ بن شمس الدین شاہؒ بن قصور شاہؒ بن عبداللہ شاہؒ بن محمد حنیف شاہ بن تقی شاہؒ بن ظہور حسن شاہؒ بن بالغ علی شاہؒ بن صالح شاہؒ بن سید عبدالسلام شاہؒ بن سید تاج محمود شاہؒ بن شیخ المشائخ (خلیفہ سید عبدالقادر جیلانیؒ) پیر سید احمد ولیؒ بن سید محمد شاہ اخلاقؒ بن سید جعفر شاہؒ بن سید یحیٰ شاہؒ بن سید اصغر شاہؒ بن سید احمد شاہؒ بن سید ابراہیم شاہؒ بن عبدالحکیم شاہؒ بن سید حسن

۔ یوں آپ نے یہ کام اپنا فرض سمجھتے ہوئے نبھایا۔ اس سے پہلے بھی آپ کے ۔ شحات قلم سے کئی ایک کتب نکل ہیں۔ مثلاً بسم اللہ اور ہماری زندگی، امریکی سکالر کے چار سوالوں کے جواب، محبت کیا ہے؟ اور بات سے بات۔ جو موضوعات، انداز تحریر اور عنوانات کے لحاظ سے منفرد اور یگانہ ہیں۔ مختصراً کہ آپ کی تحریر میں جناب واصف علی واصف کا انداز، آفتاب شمسی کا سا اسلوب، غلام جیلانی برق جیسی چاشنی اور خلیل جبران کا سا فلسفہ ۔ ۔ ۔

جناب محمد مختار شاہ صاحب گجرات میں رہتے ہوئے بھی پکے لاہوری ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے ساقی گجراتی کے بارے کسی نے کہا تھا کہ لاہور میں زندگی گزارنے کے باوجود پکے گجراتی ہیں۔ یہی بات یہاں شاہ صاحب پر منطبق ہوتی ہے۔ آپ ۱۹۶۸ء میں لاہور میں بی بی پاکدامن کے قرب و جوار یعنی گڑھی شاہو میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل جامعہ نعیمیہ لاہور میں ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی الازہری سے کی۔ قدیم و جدید علوم کی تکمیل کے بعد آپ ۱۹۸۸ء میں گجرات میں تشریف فرما ہوئے۔ اور پھر یہیں رشد و ہدایت اور درس و تدریس کے علاوہ جمعہ کے روز تین مساجد میں لیکچرز دینے کا کام شروع کیا۔ تقریر کے علاوہ آپ تحریری مشاغل میں بڑے Active ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ رب العزت نے اظہار کی کئی طاقتوں سے نوازا ہے اور آپ اسے بھرپور استعمال کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ اور بڑے مثبت انداز میں کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زور بیان اور زور قلم کو مزید تقویت بخشے ۔ ۔ ۔ آمین

انتساب

پرنسپل محترمہ نبیلہ اسلم صاحبہ
کے نام

جن کا دماغ ایک چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ جن کا قلم ۰۰۰ کَلم (زخم)
نہیں کَلِم (الفاظ) دیتا ہے۔ ان کا قلم قدم سے تیز چلتا ہے۔ دولت سے اشیاء
خریدی جا سکتی ہیں اور علم سے دولت خریدی جا سکتی ہے اور یہ سخی ہیں
کیونکہ لوگوں کو علم جیسی دولت بانٹتی ہیں۔ کچھ جائیداد کے مالک ہوتے ہیں
کچھ مرضی کے مالک ہوتے ہیں یہ خوبیوں کی مالک ہیں۔

جب بیٹی مریم جیسی ہو تو پھر اللہ بھی کہتا ہے کہ بیٹے سے بڑھ کر ہے۔
یہ کتاب لکھی تھی ان کے کہنے پر ۰۰۰ اگر یہ مدد نہ فرماتی تو شاید اس ٹاپک پہ
بہت دیر سے لکھتا۔ اور میں یہ کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں کروں
گا کہ "جہاں بھی کوئی سائنسی پرابلم پڑی انہوں نے رہ سجھائی۔ یہ اس بات کی
حقدار ہیں کہ یہ کتاب ان کے نام کر دی جائے۔

محمد مختار شاہ

☆

1. Science without religion is lame and religion without science is blind.

☆

2. "There can be no conflict between science and religion"

☆

3. Science and religion are incommensurable but there is no antithesis between them.

☆

4. A contemporary has said that in this materialistic age of ours, the serious scientific workers are the only profoundly religious people.

توحید

عن سعد بن ابي وقاص قال جاء اعرابي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علمني كلاما اقوله قال قل لا اله الا الله وحده لا شريك له الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله رب العالمين لا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم

(مسلم شریف)

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کوئی ایسا ذکر بتائیں جو میں کرتا رہوں۔ فرمایا۔ کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اسی کے لئے بہت تعریف ہے۔ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ گناہوں سے بچنے اور عبادت کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ غالب اور حکمت والے کی مدد سے"

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ ایک ہے" قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے کہا

قل ھواللہ احد۔ اے محبوب تم کہو" وہ اللہ ایک ہے" (سورۃ اخلاص پ ۳۰)

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۶۳ والھکم الہ واحد "تمہارا معبود ایک ہے"

سورۃ نساء آیت نمبر ۱۷۱ ولا تقولوا ثلاثۃ انتھوا خیرالکم انما اللہ الہ واحد

باز آجاؤ یہ مت کہو کہ خدا تین ہیں یہ بہتر ہے تمہارے واسطے ایک الہ ہی معبود ہے" ۲۲ مرتبہ اللہ کے ساتھ لفظ واحد استعمال ہو رہا ہے۔ کہ وہ ایک ہے۔

اگر آپ علم ریاضی میں نظر عمیق سے داخل ہوں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ۱ کا عدد ہر عدد میں موجود ہے۔

۲ میں بھی ایک ہے۔ ایک جمع ایک برابر = ۲

۳ میں بھی ایک ہے۔ ایک جمع ایک جمع ایک = ۳

۴ میں بھی ایک ہے۔ 1+1+1+1 =4

۵ میں بھی ایک ہے۔ 1+1+1+1+1 =5

ایک موجود نہ ہو تو کوئی بھی ہندسہ نہیں بن سکتا۔ ایک سے تعلق ٹوٹ جائے تو کوئی ہندسہ اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔

ایک کا عدد دو صورتوں میں واقع ہوتا ہے ظاہری اور پوشیدہ۔ ظاہری طور پر یوں کہ آپ گنتی شروع کریں گے تو ایک لکھیں گے یہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ اور خفیہ طور پر اس طرح کہ آپ کوئی عدد بھی لے لیں اس میں ایک ضرور ہو گا۔

یہ ایک کبھی ختم نہیں ہوتا۔ تمام اعداد اس "ایک" کے سہارے قائم ہیں۔

بلا شبہ عرض کرتا ہوں اللہ کی ذات ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے۔ خفیہ طور پر آپ کو نظر نہ آتے مگر بھی موجود ہے۔ سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۷ میں فرمایا

ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذالک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا۔

تین اشخاص سرگوشیاں کر رہے ہوں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔ پانچ ہوں تو چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ اس سے کم ہوں یا زیادہ ہوں جہاں کہیں ہوں اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

جس طرح عدد ۱ کا تعلق باقی تمام ہندسوں سے ہے۔ اسی طرح اللہ احد کا تعلق بھی تمام سے ہے۔ شاہ عبدالعزیز دباغ رحمت اللہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اپنا نور بندے سے منقطع کر دے تو تمام مر جائیں۔ یہ دل جو سپارک کر رہا ہے یہ اسی ایک ذات واحد کا تعلق ہی تو ہے۔ جس طرح ایک ہر ہندسے میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ احد بھی ہر ایک میں موجود ہے۔

رسالت

عن عبادہ بن الصامت قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من شہدان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار

(مشکوۃ شریف صفحہ ۵، لائن نمبر ۰)

"عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے گواہی دی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اس پر دوزخ حرام۔

اللہ ایک۔ نمبر دو سرکار مدینہ۔ بعد خدا دے سب توں افضل جدھا کلمہ پڑھے خدائی

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اللہ رحمن ہے اور محمدؐ رحیم ہیں اور قرآن مجید میں چھ مقامات پر لفظ رحمن و رحیم اکٹھے آتے۔ (دیکھے میری کتاب بسم اللہ، رحمن پہلے اور نمبر دو پہ رحیم۔ اسی طرح اذان میں پہلے نمبر پہ اللہ کا ذکر نمبر دو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اقامت میں پہلے نمبر پہ اللہ کا نمبر دو پہ سرکار مدینہ کا۔ نماز میں تشہد پڑھتے ہوتے پہلے نمبر پہ اللہ کا نمبر دو پہ امام الانبیاء کا۔ کلمہ طیبہ میں پہلے اللہ کا نمبر دو پہ سید الانبیاء کا۔

علم الاعداد کے اعتبار سے سرکار مدینہ کی شخصیت میں "دو" کو بہت دخل حاصل ہے۔ لفظ محمد کے اپنے ۹۲ عدد ہیں۔ ۹ جمع ۲ = ۱۱ (9+2=11) بنتا ہے۔ مزید مختصر کریں تو مجموعہ 2 = 1 + 1۔ یعنی ایک اللہ اور ایک محمدؐ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی مبارک حضرت خدیجۃ الکبری سے ہوئی۔ بوقت

نکاح سرکار مدینہ کی عمر ۲۵ سال اور ام المومنین کی عمر ۴۰ سال۔

(40+25=65) ان کو مختصر کریں۔ 6+5=11 بنتا ہے۔ مزید مختصر کریں 1+1=2 بنتا ہے۔ یعنی ایک اللہ اور ایک اس کا رسول

„رسول اللہ،، کے اعداد بنتے ہیں۔ ۳۶۲ ان کو مختصر کریں 3+6+2=11 بنتے ہیں۔ مزید مختصر کریں تو 1+1=2۔

„خاتم الانبیاء،، اس کے اعداد بنتے ہیں۔ 1136 جن کا مجموعہ 11=6+3+1+1 بنتا ہے۔ اسکو مزید مختصر کریں تو 1+1=2 بنتا ہے۔

„صاحب قرآن،، کے اعداد بنتے ہیں۔ 452 ان کا مجموعہ ہے 4+5+2=11 اور گیارہ کو مختصر کریں تو 1+1=2 بنتا ہے۔

„داور محشر،، کے عدد بنتے ہیں 758 جن کا مجموعہ 7+5+8=20 اسکو مزید مختصر کریں تو 2+0=2 بنتا ہے۔

„معراج النبیؐ،، معراج کے 314 اور النبی کے اعداد 93 مجموعہ بنا 314+93=407 اس کو مختصر کریں تو 4+0+7=11 بنتا ہے۔ مزید مختصر کریں تو

1+1=2

„مکہ،، معراج مکہ سے ہوئی مکہ کے عدد میں 65 اس کا مجموعہ ہے۔ 6+5=11 مختصر کرو تو 1+1=2 بنتا ہے۔

„مسجد اقصیٰ،، معراج زمینی کی آخری حد مسجد اقصیٰ ہے۔ مسجد اقصیٰ کے عدد بنتے ہیں 308۔ ان کا مجموعہ بنا 3+0+8=11 مزید مختصر کرو۔ 1+1=2 بنتا ہے۔

„ھادی،،۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انک لتھدی الی صراط مستقیم
آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہیں۔ آپ ھادی ہیں ھادی کے عدد بنتے ہیں۔ 20 مجموعہ بنا 2+0=2 بابا گورونانک نے تو کمال کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

عدد گنو جس انچھر کے کرو چوگنا تا
دو ملائیو پنج گن کیجو کاٹو بیس بنا
نانک بچے تو نو گنے دو اس میں اور ملا
اس بدمر کے نام سے محمد نام بنا

آپ کسی نام کے مکمل عدد نکالیں اسے چار سے ضرب دیں۔ جواب میں دو جمع کریں جواب کو پانچ سے ضرب دیں جواب کو بیس پر تقسیم کریں جو عدد باقی بچے اسے نو سے ضرب دیں جواب میں دو جمع کردیجئے۔ اس طرح آخری جواب 92 آئے گا 92 کا مجموعہ ہے۔ 9+2=11 اور مزید مختصر کرو تو 1+1=2 بنتا ہے یہی تو ہم نے شروع میں کہا کہ ایک اللہ ہے اور دوسرا محمد صلی اللہ وسلم۔ لفظ اللہ کے اعداد ہیں 66

گورنانک کے فارمولے کی مثال

$66 \times 4 = 264$

$264 + 2 = 266$

$266 \times 5 = 1330$

$1330/20 = 10$

$10 \times 9 = 90$

$90 + 2 = 92$

اور 92 کو مختصر کریں تو 9+2=11 اور گیارہ کو مزید مختصر کریں تو 1+1=2 اور یہی ہم کہہ رہے تھے۔

نسخہ شفا

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی زمن الشتاء والورق یتہافت فاخذ بغصنین من شجرة فجعل ذلک الورق۔ یتہافت قال یا اباذر قلت لبیک یا رسول اللہ قال ا العبد المسلم لیصلی الصلاة یرید بہا وجہ اللہ فتہافت ذنوبہ کما یتہافت ہذا الورق عن ہذہ الشجرة

"ابوذرؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پت جھڑ کے موسم میں نکلے۔ آپ نے دو ٹہنیوں کو پکڑ کر ہلایا تو پتے جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا! اے ابوذر میں نے کہا حاضر یا رسول اللہ فرمایا۔ جب مسلمان بندہ خالصتاً للہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے یہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں"

گناہ بیماری ہے جو روح کو لگتی ہے۔ روح پہلے بیمار ہوتی ہے۔ پھر جسم بیمار ہوتا ہے۔ یعنی نماز اس قدر بیماریوں کا علاج ہے کہ شمار میں نہیں لائیں جاسکتی۔ حضور صلی للہ علیہ وسلم نے مختصر سے جملے میں فرمادیا کہ ایسے گناہ جھڑتے ہیں جیسے پت جھڑ میں پت۔ ابوہریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **قم فصل فان فی الصلوة شفاء۔** کھڑے ہو جاؤ نماز پڑھو بلاشبہ نماز میں شفا ہے۔

فجر کی نماز کے لئے اٹھنا وضو کرنا اور مسجد کی طرف جانا۔ سیر کی سیر اور عبادت کی عبادت جس نے آدھ گھنٹہ Exercises کی ہے وہ اور جس نے مسجد میں آکر فجر کی نماز ادا کی ہے دونوں کو ایک سی چستی کا احساس ہوتا ہے لیکن آپ تجربہ کرلیں یقیناً نماز فجر ادا کرنے والا روحانی اور جسمانی دونوں لحاظ سے باغ میں جانے والے سے بہتر رہتا ہے۔

شادی سے قبل تو اکثریت کو ورزش کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن شادی ہوتے

ہی یہ رجحان کم ہونے لگ جاتا ہے۔ بہت کم لوگ اسے مسلسل کرتے ہیں وہ دوڑنا باغ میں جانا عجیب سا محسوس کرتے ہیں۔ اگر نماز نہ ہوتی تو اندازہ لگائیے مسلمانوں کی جسمانی حالت کیا ہوتی؟

اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ملاحظہ ہو کہ جتنے قدم چل کر آؤ گے ہر قدم پر نیکی اسی قدم پر درجہ بلند ہوگا اور اسی قدم پر گناہ معاف ہوگا۔ اس کا مقصد دور دراز سے مسجد کی طرف آنے کا شوق تاکہ یہ جتنا پیدل چلیں گے اتنا روحانی فائدہ ہوگا اور پیدل چلنے کے جسمانی فوائد تو بتانے کی چنداں ضرورت ہی نہیں ہے۔

نفسیاتی علاج

آجکل خیالات نے انسانی دماغ کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ یہ خیالات آگ کے شعلے ہیں جو سکون کو نگل رہے ہیں۔ کوئی خیال دماغ میں بیٹھا اور قبضہ جمالیا اب جونک کی طرح خون پیئے گا۔ جسم تباہ کرے گا۔ رنگ اڑا دے گا۔ نتیجۃ وہ شخص اس ایک سوچ کے ہاتھوں تنگ آکر خودکشی کرنے کی ٹھانے گا۔ نماز بہترین علاج ہے وہ اس طرح کہ نماز کے اندر حکم ہے کہ قیام کی حالت میں نظر سجدہ گاہ پر ہو ادھر ادھر دیکھنے سے خیالات کا تسلسل رہتا ہے نماز کا مقصد تو پریشانی ختم کرنا ہے۔ چنانچہ حکم آیا نماز میں توجہ اللہ کی طرف ہو اور دھیان سجدہ گاہ کی طرف ہو تاکہ پریشانی سے توجہ ہٹے اور اللہ کا ایک عظیم تصور سامنے آئے جسکی وجہ سے تمام پریشانیاں ہیچ معلوم ہوں۔ نماز نفسیاتی مریضوں کا بہترین علاج ہے۔

ٹیلی پیتھی

ٹیلی پیتھی کے اندر شمع بینی کو اک مقام حاصل ہے اس میں آپ پُرسکون جگہ پر شمع جلا کر بیٹھ جائیں اور مسلسل اس کی لو کو تاڑتے جائیں بلا آنکھ جھپکے اس کا مقصد دماغی

لہروں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہوتا ہے۔ اور دماغ کو فضول اور بیہودہ خیالات سے پاک رکھنا۔ اس طریقہ سے آدمی میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ایک خال کو بہت دور بیٹھے شخص تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن شمع بینی کا ایک نقصان ہے یہ طریقہ آنکھوں کی بینائی پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مشق کے دوران آنکھ نہیں جھپکنی ہوتی۔

ٹیلی پیتھی میں عبور حاصل کرنے کے لئے بہترین مشق نماز ہے۔ اس کے اندر کھڑے ہو تو نگاہ سجدہ گاہ پہ ٹھہرے۔ رکوع میں ہو تو پاؤں کے انگوٹھوں پر ہو۔ سجدہ کر رہے ہوں تو ناک کی طرف ہے ہر رکن کی ادائیگی کے وقت مرکز بھی مل رہا ہے اور دوسرا آرڈر یہ ہے کہ خیالات سے دماغ پاک ہو صرف اللہ ہی سامنے ہو۔ یہ تصور رکھو کہ اللہ کو تم دیکھ رہے ہو یا اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس کی بہترین مثال۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ کے دوران مدینہ سے پندرہ سو میل دور نہاوند کے مقام پر ساریہ کو پہاڑ کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ آپ نے دوران خطبہ ہی دیکھ لیا کہ ساریہ پر حملہ ہونے لگا ہے آپ نے پندرہ سو میل دور اپنا خیال بھیجا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ یہ سب نماز کے کرشمے ہیں۔

تمام اعضاء کی ورزش

نماز ایسا طریقہ عبادت ہے کہ تمام اعضاء کی ورزش ہو جاتی ہے۔ ورزش بیماریوں کو روکتی ہے اس سے انکار نہیں لیکن ورزش چوبیس گھنٹے میں آپ صرف ایک مخصوص وقت میں کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ کے وقت مقررہ آنے تک آپ کو کوئی بیماری لگ جائے لیکن نماز کو چوبیس گھنٹے میں یوں تقسیم کیا ہے کہ آپ کو کسی وقت کوئی جراثیمی حملہ ہو کوئی نہ کوئی نماز ہو گی فورا سدباب ہو جائے گا۔

آپ نے اللہ اکبر کہا بازو کی ورزش ہو گی۔ آپ نے پڑھنا شروع کیا منہ کے جبڑوں کی ورزش ہو گی۔ رکوع میں گئے کمر کی ورزش ہو گئی۔ تمام خیالات سے دماغ کو

نکالا دماغ کو آرام ملا۔ سجدہ کرنے کے لئے جھکے تو ٹانگوں کی ورزش ہو گئی۔ رکوع سے سجدہ کی طرف جانا اور سجدہ سے قیام کی طرف اٹھنا مہذب اور خوبصورت طریقہ ہے "بیٹھکیں" نکالنے کا۔ اور جب ایک سجدے سے دوسرے سجدہ کی طرف آپ جاتے ہیں اور سجدہ سے جب اٹھتے ہیں تو رانوں کی ورزش ہو جاتی ہے۔ سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ رکھیں پھر ناک پھر ماتھا۔ اٹھتے وقت پہلے ماتھا پھر ناک اس طریقہ سے بازوؤں کی ورزش ہو جاتی ہے۔ سر، گردن کی ورزش رہ گئی تھی۔ اہلسنت و جماعت کا سلام پھیرنے کا طریقہ ہی ایسا ہے آپ سلام پھیریں اور نظر کندھے پر رکھیں گردن اور آنکھوں کی زبردست ورزش ہو جاتی ہے۔

HEART ATTACK

ڈاکٹر دل کی بیماریوں کا باعث "کولیسٹرول" قرار دیتے ہیں۔ کولیسٹرول ایک قسم کی چربی ہے۔ جو دل کی شریانوں کے اندر جمع ہو کر خون کی گردش کو کم کر دیتی ہے۔ یا روک دیتی ہے اور اسی وجہ سے حارٹ اٹیک ہوتا ہے۔ Doctors کہتے ہیں کہ کھانے کے بعد کولیسٹرول لیول بڑھ جاتا ہے۔ اسکو جمنے سے روکنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس کو رگوں میں جمنے سے پہلے خون میں تحلیل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے اوقات کے حساب سے نماز کی رکعتوں کا تعین کیا ہے۔ فجر، عصر اور مغرب کی نماز کی ادائیگی سے پہلے کافی حد تک پیٹ خالی ہوتا ہے۔ اور خون میں کولیسٹرول لیول کم ہوتا ہے۔ اس لئے رکعات کی تعداد کم ہے۔ ظہر اور عشاء کی رکعات زیادہ رکھی گئیں۔ چونکہ کھانے کے بعد خون میں کولیسٹرول بڑھ جاتا ہے اس لئے ان دو نمازوں میں زیادہ رکعات رکھیں تاکہ زیادہ ورزش ہو اور کولیسٹرول تحلیل ہو جائے۔

اور رمضان المبارک میں بیس تراویح کا اضافہ ہوا اور وہ بھی عشاء کے بعد۔ کیونکہ روزہ افطار کرتے ہوئے آدمی زیادہ کھا جاتا ہے آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ کتنی بے

احتیاطی برت جاتے ہیں اپنے معدہ سے اگر تراویح نہ ہوتی ہم کھانا زیادہ کھاتے صرف عشاء پڑھ کر سو جاتے اور بھی بہت سے نقصان ہوتا تھے۔ نیند کا پرسکون نہ ہونا، جسم کی تھکاوٹ۔ اور دوسرے دن مکمل سحری نہ ہونے کی وجہ سے بھوک پیاس کا احساس۔

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نماز ایک بھرپور ورزش اور بہترین ورزش ہے۔ اس سے بہتر ورزش دنیا کے اندر نہیں کیونکہ یہ روحانی فوائد بھی دیتی ہے اور جسمانی فوائد بھی۔

اب آپ سرکار مدینہ کا یہ جملہ پھر پڑھیئے

" نماز گناہ (یعنی بیماریاں روحانی ہوں یا جسمانی) کو یوں جھاڑتی ہے جیسے خزاں میں پتے جھڑتے ہیں۔ اور دوسرا فرمان

ان فی الصلوۃ شفاء (نماز شفا ہے)

(ابن ماجہ صفحہ ۲۵۵ لائن ۲۲)

جمال فاقہ مستی

۱۔ عن ابی هریره قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل شئی زکواة وزکواة الجسد الصوم۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۰ لائن ۲۵ ابن ماجہ صفحہ ۱۲۶۔ لائن ۱۰)

۲۔ فقال عثمن سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصیام جنته من النار کجنة احدکم من القتال

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۹۔ لائن ۲۶)

۱۔ ترجمہ : ابوہریرہؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی زکواۃ ہے اور جسم کی زکواۃ روزہ ہے۔

۲۔ ترجمہ : عثمان بن ابی العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ روزے دوزخ سے ڈھال ہیں ۔ جیسے تم میں سے کسی ایک کی ڈھال ہوتی ہے قتال سے بچنے کے لئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" روزہ جسم کی زکوۃ ہے۔ روزہ دوزخ سے بچنے کی ڈھال ہے۔

زکوۃ الجسد

زکوۃ کے معنی ہوتے ہیں نشوونما۔ بالیدگی۔ پھولنا۔ پھلنا۔ پاکیزگی عربی میں کہتے ہیں " زکاالرجل" آدمی آسودہ اور خوشحال ہوگیا۔ فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ روزہ جسم کی نشوونما کرتا ہے جسم پاکیزہ ہوتا ہے۔ آسودہ ہوتا ہے۔ یہ جملہ اسی کی زبان مبارک سے صادر ہو سکتا ہے جو ماہر ڈاکٹر ہو۔ ایک جملے میں سرکار مدینہ نے پوری

طب بیان کر دی۔ روزہ جسم کو صاف بھی کرتا ہے بیماریوں سے اور آدمی روزہ رکھنے سے آسودہ بھی ہو جاتا ہے۔ آئیے طب کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

مشین

ایک لوہے کی بنی ہوئی مشین اگر گیارہ مہینے مسلسل چلتی رہے اسے ایک طویل وقفہ نہ دیا جائے تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہو گا۔ پرزے گھس جائیں گے مشین بند ہو جائے گی۔ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اگر لوہے کی مشین کے لوہے کے پرزے مسلسل کام کرنے کی وجہ سے گھس جاتے ہیں خراب ہو جاتے ہیں تو انسانی مشین جس کے پرزے بنے ہی گوشت سے ہیں۔ مسلسل گیارہ ماہ کام کرنے سے ان کا کیا حال ہوتا ہو گا۔ آپ اگر ایک لقمے کا سوواں حصہ بھی منہ میں ڈالیں گے تو تمام کا تمام نظام اسی حساب سے عمل شروع کر دیتا ہے جس حساب سے چار روٹیاں کھانے پر کرتا ہے۔

اگر آپ مشین کو آرام دیں پھر چلائیں آرام دیں پھر چلائیں اس طرح خرابیاں کم ہوں گی اور مشین کی عمر میں اضافہ ہو گا۔

روزہ اعضاء جسمانی کیلئے ایک طرح کا آرام ہے۔ آسودگی ہے۔ معدہ آنتوں کے لئے پاکیزگی صفائی کا سبب ہے۔ روزہ سے اندرونی صفائی ہوتی ہے۔

جگر Liver

ویسے تو روزہ کا تمام نظاموں پر اثر پڑتا ہے لیکن نظام انہضام پر خصوصی اور خصوص بالخصوص جگر پر حیران کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جگر کھانا ہضم کرنے کے علاوہ مزید پندرہ کام کرتا ہے۔ اس طرح جگر مسلسل کام کرتا کرتا تھک جاتا ہے۔ صرف اور صرف روزہ ہی اس کی مدد کر سکتا ہے آپ روزہ رکھیں گے تو اس کی تھکان دور ہو گی اور آرام ملے گا جگر انسانی جسم میں اتنا مصروف عضو ہے اگر اس کی زبان ہوتی تو رو رو کر

کہتا اے انسان مجھ پر رحم کر روزہ رکھ اور مجھے تھوڑی دیر آرام کرنے دے۔

جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں سے ایک کام غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ جو آپ نے ابھی کھایا ہے جگر اسے سٹور بھی کر رہا ہوتا ہے اور کھاتے ہوتے کے تحلیل ہو جانے کے عمل کی نگرانی بھی کر رہا ہوتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے جگر سٹور کرنے کے عمل سے کافی حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔

غدود

غدود ہمارے جسم کے اندر اہم رول ادا کرتے ہیں۔ لعاب بنانے والے غدود، گردن کے غدود، لبلبہ کے غدود، یہ ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں ان کو سکون صرف روزہ کی صورت میں ملتا ہے۔ جب کھانا کھانے لگتے ہیں منہ میں ہی رطوبت شامل ہونا شروع ہو جاتی ہے معدہ میں پہنچنے تک بہت سے رطوبتیں شامل ہوتی ہیں معدہ کی رطوبت پیدا کرنے والے خلیے روزہ رکھنے سے آرام کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔

آنتیں

انسانی مشین کے اندر چھوٹی بڑی نالیوں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہے۔ کسی میں خون ہے کسی میں تحلیل شدہ غذا۔ کسی میں غیر ہضم شدہ غذا۔ غذا سٹور کرنے والی آنتوں میں بہت سے فاسد مادے جمع ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور آدمی بیمار اور جلد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ ان سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے۔ روزہ رکھا جائے تاکہ پاکیزگی جسم حاصل ہو۔

جن آنتوں میں خون گردش کرتا ہے وہ بعض اوقات اس وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں کہ خون میں باقی ماندہ مادے پوری طرح تحلیل نہیں ہوتے۔ تو نتیجتاً شریانوں کی

دیواروں پر چربی یا دیگر اجزا۔ جم جاتے ہیں۔ اور شریانیں سکڑ جاتی ہیں ان کی دیواریں سخت ہوجاتی ہیں آدمی کو بہت سے بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزا۔ نہ جمیں اور شریانوں کی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہیں تو اس کا واحد علاج روزہ ہے۔

خون

یہ ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے۔ جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے ایک خود کار نظام ہڈی کے گودے کو حرکت دیتا ہے۔ روزے کی حالت میں جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہوجاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں خون کی پیدائش میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے۔ یہ حڈی کے گودے کے لیئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کر دیتا ہے جس سے بآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔

دن میں روزہ رکھنے سے دوران خون کی مقدار میں کمی ہوجاتی ہے اس سے دل کو ذرا آرام ملتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے سیلز کے درمیان مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹیشوز یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ پٹھوں پر جب دباؤ کم ہوتا ہے تو اس وقت دل آرام میں ہوتا ہے۔

گردے

روزے کے اندر گردے بھی آرام کر لیتے ہیں۔ پاکستان کے ڈاکٹر فتح خان اور کنگ ایڈورڈ کالج لاہور کے یورالوجسٹ ڈاکٹر سجاد حسین نے تحقیق کی ہے کہ گردے کے ان مریضوں میں یورک ایسڈ کی کمی واقع نہیں ہوتی جو روزہ رکھتے ہیں۔

کتنے روزے رکھیں؟

کم از کم ایک ماہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں۔ تب یہ فوائد مرتب ہوں گے۔

اور اگر آدمی ہر ماہ تین روزے رکھتا رہے تو پھر بیماریوں سے دور بیماریاں دور رہنے پر مجبور۔۔ بہر حال آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں فرمایا۔

زکوۃ الجسد الصوم ایک دن آئے گا ساری دنیا حضور کے فرمان کو ماننے پر مجبور ہو جائے گی اور روزہ رکھے گی۔

The Day Will Come When Every One Will Fast

بہترین لباس

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر ثیابکم البیاض فالبسوها و کفنوا فیها موتاکم

(ابن ماجہ شریف۔ صفحہ ۲۶۳۔ لائن ۲۰)

تمہارا بہتر کپڑا سفید کپڑا ہے اسے پہنو اور اپنے مردوں کو کفن (بھی اسی میں دو یعنی سفید کپڑے میں)

عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم البسوا ثیاب البیاض فانها اطهر واطیب

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۶۳ لائن نمبر ۲۲)

سفید لباس پہنو بلاشبہ وہ بہت پاک اور بہت اچھا ہے۔

Dress and address indicate the personality

لباس

لباس کا شخصیت پہ بہت اثر پڑتا ہے۔ خوبصورتی میں بھی اس کا بڑا عمل دخل ہے۔ پنجابی کا مقولہ ہے "صحت خوراکاں حسن پوشاکاں" عربی میں یوں ہے۔ الناس باللباس۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس کو خیر اطہر اور اطیب کہا ہے۔ یعنی یہ بہتر ہے۔ پاکیزہ ہے۔ اور عمدہ ہے اچھا ہے۔

Chromopathy کے قوانین کے مطابق صرف سفید رنگ ہی ہر قسم کے موسمی تغیرات کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس Subject کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ سفید لباس Cancer سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ سفید لباس استعمال کرنے سے انسان

بہت سی Skin Diseases سے بچ جاتا ہے۔

ڈاکٹر لومی کوئی جرمنی کا مشہور معالج گزرا ہے۔ جو کہ پانی سے طریقہ علاج Hydro Therapy (علاج بذریعہ آب) کا بانی ہے۔ اس نے اپنے تمام تجربات میں سفید لباس کو ہی فوقیت دی ہے۔

سفید لباس اس لحاظ سے خیر ہے کہ یہ شعاعوں کو پورے طور پر جذب نہیں کرتا۔ سردیوں میں زیادہ سردی کو اور گرمیوں میں زیادہ گرمی کو جذب نہیں کرتا۔

جلدی بیماریوں کی وجہ بعض اوقات سورج کی Ultra Violet Rays ہوتی ہیں اور سفید لباس کی یہ خاصیت ہے کہ یہ ان شعاعوں کو روکتا ہے۔ Absorb نہیں کرتا۔

سورج کی روشنی کا رنگ بھی حقیقت میں سفید ہی ہے اور یہ سفید رنگ اپنے اندر سات رنگ لئے ہوتا ہے۔ انسانی صحت میں بگاڑ کی صورت میں مختلف اوقات میں مختلف طریقہ ھائے علاج اپنائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک سورج کی مدد سے بھی علاج ہے۔ اس طریقہ علاج کے ماہرین کا کہنا ہے کہ بعض اوقات بیماری اس لئے ہوتی ہے کہ جسم میں کسی رنگ کی کمی ہو جاتی ہے اور یہ کمی سورج کی شعاعوں سے پوری کی جا سکتی ہے۔

اگر سفید رنگ کے علاوہ کوئی بھی کپڑا پہنا ہو گا۔ تو سورج کی وہی شعاع زیادہ جسم میں داخل ہوگی جس رنگ کا کپڑا ہو گا۔ لیکن سفید رنگ کے لباس کا یہ فائدہ جب روشنی کی شعاعیں پڑتی ہیں کوئی خاص رنگ زیادہ مقدار میں جذب نہیں ہوتا۔ ایک خاص قسم کا Balance رہتا ہے۔ ایک مرتبہ بول دیجئے سفید اطہر، اطیب، اور خیر ہے اور سرکار مدینہ (سپرمین ان دی ورلڈ ہیں)

Without any doubt (Muhammad (Peace be upon him) is the super man in the world.

ٹوتھ برش

عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ لولا ان اشق علی امتی لا مرتھم بتا خیر العشاء وبالسواک عند کل صلوۃ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۴۔ لائن نمبر ۸)

"اگر میں بوجھ نہ سمجھتا اپنی امت پر تو ان کو حکم دیتا عشا۔ دیر سے پڑھنے کا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا"

۲۔ عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المسواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب

(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۴۔ لائن نمبر ۲۵)

"مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کو راضی کرنے والی ہے"

مسواک

مسواک پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑا زور دیا۔ دنیا سے رخصت ہوتے ہوتے بھی مسواک کی۔ جب گھر آتے تو مسواک کرتے۔ فرمایا کرتے تھے مسواک مرسلین کی سنت ہے اور جبرائیل علیہ السلام جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے مسواک کے متعلق ضرور کہتے تھے۔ مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان قابل توجہ ہے کہ اگر مجھے اس بات کا احساس نہ ہوتا کہ میری امت پر گراں ہوگا تو حکم دیتا پانچ وقت یعنی ہر نماز کے وقت مسواک کرو۔ گویا کہ کم از کم پانچ مرتبہ دن میں مسواک ضروری ہوجاتی۔ یہ مسواک پہ دبے لفظوں میں اتنا زور کیوں؟ حقیقت میں جسمانی

صحت اور آواز کا دانتوں سے کافی تعلق ہے۔ اگر آپ دانت صاف نہیں کرتے تو دانتوں کو کیڑا لگ جائے گا۔ دانت ختم ہو جائیں گے۔ تو بتایئے آپ کھائیں گے کس طرح بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ جب کھائیں گے نہیں تو صحت خراب ہوگی کہ نا ہوگی؟ یہ تو عام سی بیماری کا تذکرہ کیا ہے۔ دانتوں کو نہ صاف کرنے کی وجہ سے اور بھی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔ جو کھانا کھاتے ہوئے لقمے کے ساتھ معدہ میں جاکر بہت سی مزید بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ آپ اگر کسی کے قریب ہو کر گفتگو کریں گے وہ بیزاری کا اظہار کرے گا۔ دانت کو مسواک نہ کرنے والے کے دانت جلد ٹوٹ جاتے ہیں دانت ٹوٹ جائیں تو آواز خراب ہو جاتی ہے۔ علم طب کے مطابق دن میں پانچ مرتبہ دانت صاف کرنے سے صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

مسواک برش کا برش ہے اور دوائی کی دوائی ہے۔ درخت کی لکڑی کے ریشے ان بچے کھچے اجزاء کو جو دانتوں میں رہ کر انکی خرابی کا باعث بنتے ہیں ان کو باہر نکالتی ہے اور دانتوں کو چمکدار بناتی ہے دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے درختوں کی شاخوں یا پتوں کا سبز رنگ ان میں موجود کلوروفل Chlorophyll کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور کلوروفل کے بارے میں سائینٹفک پروف ہے کہ یہ کسی بھی جگہ سے بدبو گندگی یا سڑاند کو ختم کر دیتا ہے۔

مسواک کے لئے استعمال کی جانے والی لکڑی میں تلخی کا عنصر شامل ہونا چاہیے اور یہ طبی نقطہ نگاہ سے ثابت ہے۔ کہ منہ میں کڑواہٹ جانے سے تھوک کی مقدار زیادہ بنتی ہے۔ جب لعاب کی مقدار زیادہ ہوگی تو انسان اسکو باہر بھی پھینکتا ہے اس طرح منہ کی خود بخود دھلائی ہو جاتی ہے یوں مصنوعی Mouth Wash سے بچا جا سکتا ہے۔

مسواک قدرتی طور پر Anti Septic ہے اس کی وجہ سے منہ میں موجود بہت سے جراثیموں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مسواک میں Phosphorus اور کیلشیم ہوتا ہے۔ جو دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے بہترین ہے۔ لکڑی کی مسواک کا لگاتار

استعمال کرنے والے پائیوریا جیسے موذی و خطرناک مرض سے بچے رہتے ہیں۔

عام طور پر E.N.T ماہرین کے مطابق مسواک استعمال کرنے والے لوگ ناک کان اور گلے کی بیماریوں کا شکار کم ہوتے ہیں۔ ناخونہ بیماری سے محفوظ رہتا ہے یہ آنکھوں کو لاحق ہوتی ہے۔ بصارت تیز ہوتی ہے۔ درد سر زائل ہوتی ہے۔ مسوڑے مضبوط ہوتے ہیں۔ قوت حافظہ بڑھتی ہے اللہ اس کے دل میں حکمت اور دانائی کی باتیں ڈالتا ہے۔ معدہ درست رہتا ہے۔

یہ بھی مد نظر رکھیں کہ مسواک کڑوی لکڑی کی ہو۔ نیم کے درخت کی مسواک دانتوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ یہ Anti Septic ہے۔ کیکر کی مسواک دانتوں کو مضبوط کرتی ہے۔ اور پیلو کی مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی خیرہ الصباحی رضی اللہ عنہ کو دی۔ ڈاکٹر مطی الرحانی، الجندی اور شکری نے 1981 .. میں کویت میں Siwak an Oral Health Device کے نام سے تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ۲۵ سے ۵۵ سال کی عمر کے ۲۰ مرد و عورت لئے ان کے داتوں پر لاکھا جما تھا۔ اور مسوڑھوں کی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ انکو پیلو کی مسواک دی گئی۔ تو تیسرے ہفتے فرق پڑنا شروع ہوگیا اور پانچویں ہفتے کافی حد تک مسوڑے ٹھیک ہو گئے اور لاکھا میں 3.5 فیصد کمی آگئی" مسواک کرنے سے دانتوں اور مسوڑھوں کے عضلات کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔ صبح و شام برش اور ٹوتھ پیسٹ کرنے والوں کے دانتوں کو خراب ہوتے دیکھا ہے۔ لیکن پانچ تا تم پیلو کی مسواک کرنے والے اشخاص کے دانتوں کو بڑھاپے تک صحیح سالم پایا ہے۔

مسواک کی لمبائی ایک بالشت ہو اور موٹائی میں Little Finger چھنگلی جتنی۔ دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑیں چھنگلیا مسواک کے نیچے اور درمیان کی تین انگلیاں اوپر انگوٹھا سرے کے نیچے ہو۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک کریں۔ داھنی طرف سے ابتدا ہو۔

شجرکاری

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مسلم یغرس غرسا اویزرع زرعا فیاکل منہ انسان او طیر اوبھیمتہ الا کانت لہ صدقہ

(جامع ترمذی ابواب احکام)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درخت لگائے یا کھیتی باڑی کرے پھر اس سے انسان پرندے یا جانور کھائیں وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"

شجرکاری

اس حدیث مبارکہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سبزہ اگانے کی ترغیب فرما رہے ہیں۔ درخت لگاتے ہوئے یا کھیتی اگاتے ہوئے اس سبزہ سے یا اس کے پھل سے جو بھی فائدہ اٹھائے گا یا کھائے گا تو لگانے والا ثواب پائے گا۔

آ ئیے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے فرمان عالی شان میں کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ اس وقت پوری دنیا کو ایک ہی غم کھائے جا رہا ہے۔ کہ فضائی آلودگی سے خود کو کیسے بچایا جائے۔ جوں جوں صنعتی ترقی ہوتی جا رہی ہے توں توں فضا آلودہ ہوتی جا رہی ہے۔

فضا آلودہ ہو تو انسان مندرجہ ذیل بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

آنکھوں کی بیماریاں

الرجی

ناک کی الرجی

منہ کی بیماریاں

معدہ اور انتڑیوں کی بیماریاں

دل کی بیماریاں

قوت مدافعت کا کم ہو جانا

نیند کا نہ آنا

جلد کا کینسر

ہیضہ

گلے کا خراب ہونا

بیماریوں کے علاوہ فضا میں آلودگی زیادہ ہو گئی تو درجہ حرارت بڑھ جائے گا۔ اور دنیا کے تمام خطوں کے موسم بدل جائیں گے۔ صنعتی علاقوں میں فضا کا درجہ حرارت بڑھ جائے گا اور تیزابی بارشیں ہوں گی۔ جیسا کہ سویڈن۔ ہالینڈ اور بلجیئم میں ہوا۔ جب فضا کا درجہ حرارت بڑھے گا تو سردیاں مختصر اور زیادہ ٹھنڈی ہونگی۔ اور گرمیوں کا موسم طویل گرم اور خشک ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کے اوپر ۲۵ کلومیٹر تک فضا میں ایک ایسی چھتری دی ہے جو زمین کی طرف آنے والی تمام شعاعوں کو چیک کرتی ہے۔ اور مضر صحت شعاعوں کو زمین تک آنے سے روکتی ہے۔ لیکن انسانی سرگرمیوں سے جنوبی قطبین پر اس قدرتی چھتری میں سوراخ ہو گئے ہیں۔ اور مضر شعاعیں زمین کی طرف آنا شروع ہو گئی ہیں اور اگر انسان یونہی اپنے ہاتھوں سے فضا کو آلودہ کرتا رہا تو ابھی سوراخ ہوا ہے پھر قدرتی چھتری میں "مورے" ہو جائیں گے۔

گاڑیوں کا دھواں۔ کارخانوں سے نکلنے والا دھواں۔ ایندھن کا جلنے سے۔ اور صنعتی عمل سے اخراج شدہ مادے۔ یہ فضا کے اندر بہت زیادہ مقدار میں کاربن ڈائی

آکسائیڈ

سلفر آکسائیڈ

کاربن مانو آکسائیڈ

نائٹروجن آکسائیڈ

اور حائیڈرو کاربن جیسی مہلک گیسیں خارج کر رہے ہیں۔ یہ گیسیں زمین سے منعکس شدہ توانائی کو فضا میں ہی روک لیتی ہیں۔ اور درجہ حرارت روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ زیادہ تر ہماری مختلف سرگرمیوں کی وجہ سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ پھیلتی ہے۔ اور تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ کا فضا میں لیول (ایک ملین حجم میں ۵۵۰ حصے) مقدار سے دوگنا ہو جائے تو فضا کا درجہ حرارت 1.5 سے 4.5 سینٹی گریڈ بڑھ جائے گا۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کے مالیکیول کی خاصیت ہے کہ وہ توانائی جذب کر لیتا ہے۔ اور دوسری گیسیں بھی فضائی درجہ حرارت میں زیادتی کا باعث بن رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے زمینی کارخانہ قدرت پر نہایت برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دوسری گیسیں جب فضا میں زیادہ مقدار میں ہونگی۔ تو درجہ حرارت بڑھے گا نتیجتاً سمندر کا پانی پھیلے گا۔ گلیشیئر پگھلیں گے اور سطح سمندر بلند ہوگی۔ فضا کا ٹمپریچر اگر 1.5 سے 4.5 سینٹی گریڈ بڑھا تو سمندر کی سطح 40 سے 140 سینٹی میٹر بلند ہوگی۔ اور یوں خشکی اور سکڑ جائے گی۔ کئی ممالک کا اکثر رقبہ زیر آب آ جائے گا۔ سمندر کی سطح بڑھنے سے دریاؤں کے بہاؤ میں کمی واقع ہوگی۔ ہر ملک کو اپنا نہری نظام بدلنا پڑے گا اور نئے ڈیم بنانا ہوں گے۔

ماحول میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے علاوہ سلفر آکسائیڈ بھی کوئلے یا تیل کے جلنے کی وجہ سے زیادہ ہو رہی ہے۔ یہ گیسیں نمی کی موجودگی میں پانی سے مل کر گندھک کا تیزاب بناتی ہیں فضا میں یہ گیسیں تیزابی بارشوں کا موجب بنتی ہیں۔ سانس کے ذریعے

اگر انسانی جسم میں داخل ہوں تو پھیپھڑوں سے نمی لیکر گندھک کا تیزاب بنا دیتی ہے۔ اور اس زہریلے تیزاب سے پھیپھڑے چھلنی ہو جاتے ہیں۔ موٹر گاڑیوں اور فیکٹریوں کے ذریعے آرام تو حاصل کیا یہ بھی سوچا ہے کہ نقصان کتنا دیا؟

آپ نے اندازہ لگایا ہے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دوسری گیسیں فضا کو کس طرح متاثر کر رہی ہیں اور انسانی زندگی کس طرح ان عفریتوں کے چنگل میں پھنستی جا رہی ہے۔ فضا کو صاف کرنے کا سب سے بڑا اور سادہ طریقہ درخت لگانا اور زیادہ سے زیادہ سبزہ اگانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو زمین پر بسایا تو فضا کو صاف رکھنے کے لئے جنگلات کا ایک جال بچھایا۔ تاکہ فضا آلودہ نہ ہو۔ صاف رہے۔ پودے سورج کی روشنی میں کلوروفل کی مدد سے غذا تیار کرتے ہیں فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتے ہیں۔ اور آکسیجن خارج کرتے ہیں۔

اس طرح پودے بلا معاوضہ فضا کو صاف کرنے میں لگے ہوتے ہیں۔ یہ آکسیجن تیار کرنے والی فیکٹریاں ہیں۔ درخت کم ہونگے تو فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھ جائے گی نتیجہ کیا نکلے گا؟ وہ میں پیچھے بیان کر آیا ہوں۔ کاربن کے بڑھنے سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ مسلسل کاربن کی ایک تہہ بنتی جا رہی ہے اور سورج سے آنے والی شعاعیں مفید ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہیں۔

ان تباہیوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے درخت لگاؤ اور قربان جائیں سرکار مدینہؐ کی نظر کتنی عمیق تھی اور آپ سائنس کا کتنا علم رکھتے تھے کہ ایک جملے میں ماحول صاف کر دیا۔

کہ پودے لگانے والے کے پودے سے جتنا فائدہ اٹھایا جائے یہ صدقہ ہے۔

سبحان اللہ۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم دنیا والوں کو بتائیں۔

سپرمین ان دی ورلڈ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بحیثیت مسلمان ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم حدیث پر عمل کریں اور زیادہ سے زیادہ درخت اگائیں اور اسے جنت بنائیں۔ روزانہ درختوں کی حفاظت کریں اور درخت لگائیں تاکہ دنیا کا درجہ حرارت نہ بڑھے۔ کیونکہ دس درخت ایک ٹن کے ائرکنڈیشنز جتنی خنکی پیدا کرتے ہیں۔ اور ایک بڑا درخت اتنی آکسیجن چھوڑتا ہے کہ چھتیں چھوٹے بچوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔

حسد

عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب

(داؤد)

عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب.....

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۲۰)

۱۔ ابی ہریرہؓ روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"حسد سے بچو حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو"

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "حسد نیکیوں کو کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو"

حسد نیکیوں کو کھاجاتا ہے

پہلے ہم دو الفاظ کے معنی کو واضح کرلیں۔ حسد ۔ حسنات۔ حسد کسے کہتے ہیں۔؟ حسنات کا کیا معنی ہے؟

حسد

فتح القدیر صفحہ ۵۲۱ جلد اول لائن نمبر ۴ پر ہے **الحسد تمنی زوال النعمتہ التی انعم اللہ بہا علی المحسود**

کسی منعم کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنے کا نام حسد ہے۔ حاسد اسے

کہتے ہیں جو یہ خواہش کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ فلاں آدمی سے وہ چیز چھن جائے مجھے ملے نہ ملے اس کے پاس نہ رہے۔

حسنات

لغات القرآن صفحہ ۵۱۱ جلد دوم میں ہے حسنات بمقابلہ سیئات زندگی کی خوشگواریوں کے لئے آیا ہے۔ سورہ توبہ میں حسنۃ کے مقابلہ میں مصیبۃ آیا ہے لہذا حسنۃ ہر وہ چیز ہے جس سے انسان کو آرام ملے۔ راحت و آسائش کا سامان۔

تشریح

معلوم ہوا کہ حسد حسنات کو کھا جاتا ہے یعنی آدمی کی زندگی سے سکون ختم ہو جاتا ہے۔

اخلاقی برائیوں سے بچنے کے لئے تمام مذاہب میں بالعموم اور اسلام میں بالخصوص تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس میں انسان کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ حسد بھی ایک ایسی ہی اخلاقی بیماری ہے جو ایک طرف تو انسانی ذہن کو پراگندہ کرتی ہے دوسری طرف انسانی جسم کو بھی شدید طور سے نقصان پہنچاتی ہے۔

حسد گناہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان و زمین پر کیا گیا آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا اور زمین پر حضرت آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ھابیل سے کیا۔

حاسد مستقل طور پر دوسرے کی عزت و رتبہ آرام و آسائش کو دیکھ کر جلتا کڑھتا ہے۔ اور غیر محسوس طریقے سے خود کو ہی جسمانی اور روحانی تکلیف پہنچاتا ہے۔ مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ حاسد اپنے حسد کی وجہ سے اپنے گردو نواح کے ماحول کو بھی متاثر کرتا ہے۔ کیونکہ جو افراد اس حاسد شخص سے براہ راست یا بلاواسطہ تعلق رکھتے ہیں وہ بھی اس کی منفی سوچ خیالات اور اس کے عمل سے متاثر ہونے بغیر نہیں

رہ سکتے۔ یہ منفی سوچ جھوٹ عناد بغض اور غیبت کی طرف مائل کرتی ہے۔

حسد کرتے وقت سوچنے کے عمل میں منفی پہلو ابھرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے غصہ اور منفی خیالات کی بھرمار اور خوف طاری ہونے لگتا ہے۔ جسم کے مختلف غدودوں کی رطوبتوں کا اخراج ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتا ہے یا پھر کم ہو کر تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔

حاسد شخص کے معدہ کی تیزابیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ جسکی وجہ سے معدہ کی اندرونی دیواریں متاثر ہوتی ہیں۔ زخم بن جاتے ہیں اور یہ زخم بڑھ کر Ulcer کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ دل کی دھڑکن پر بھی حسد کا اثر پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ جسم میں Calcium کیلشیم اور فاسفورس کی مقدار کو متوازن رکھنے کے لئے Parathyroid Gland جو حارمون پیدا کرتے ہیں ان میں کمی واقع ہو جاتی ہے جو مستقل درد اور کھچاؤ کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس R-TRINE اپنی کتاب Tune with the infinite لکھتے ہیں۔

On the other hand love, good will, Benevolence and Kindness tend to stimulate a healthy purifying and life giving flow of bodily secretions which will Counter act the disease giving effect of the vice.

ترجمہ:۔ دوسری طرف محبت نیک اندیشی، فیاضی، اور ہمدردی سے جسم میں ایسی صحت افزا۔ پاک کن اور حیات بخش رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو گناہ کے بیمار کن اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔

خوشبو

عن ابي عثمان النهدی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اعطی احدکم الریحان فلا یرده فانه خرج من الجنته

(شمائل ترمذی)

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو ریحان خوشبو دی جائے تو انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ جنت سے آتی ہے۔

خوشبو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کوئی خوشبو دے تو واپس نہ کیا کرو۔ آپ کے پاس ایک شیشی ہوتی تھی جس سے آپ خوشبو لگاتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا وجہ ہے کہ سرکار مدینہ بقول انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شیشی پاس رکھتے تھے۔

خوشبوؤں کا استعمال ہزاروں سال سے کیا جارہا ہے۔ چینی لوگ اپنے لباس پر خوشبو لگاتے تھے۔ اور اپنے جنازوں پر لوبان لگاتے تھے چینیوں نے ہی دنیا کی سب سے قیمتی خوشبو "مشک" کو دریافت کیا تھا۔ کستوری کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو لگانے کی ترغیب دی لیکن مرد و عورت میں فرق رکھا

مرد کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے۔ رنگ چھپا ہوا اور بو ظاہر ہو۔

عورت کی خوشبو ایسی ہو رنگ ظاہر ہو اور بو چھپی ہو۔ ابو داؤد کی حدیث میں اس عورت کے لیے بڑی وعید آئی ہے جو زیادہ مہک والی خوشبو لگاتی ہے۔

عورت کیوں کم عطر کا استعمال کرے؟

یہ بات تو مشاہدات سے واضح ہو چکی ہے کہ خوشبو انسانوں میں بلکہ جانوروں میں بھی ترسیل جذبات کا کام کرتی ہے۔ مادہ کی ایک خاص مہک ہی ہوتی ہے جو نر کو اس کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ عورتوں اور مردوں میں جسمانی حارمون Anderostene sixteen اور Body excretions (Estrene) میں پائے جاتے ہیں۔ خوشبو لگانے کی صورت میں ان کا آپس میں عمل ہوتا ہے۔ جو جنس مخالف کے لیے کشش کا باعث ہوتا ہے۔ عورتیں اگر تیز خوشبو لگائیں گی تو پاس سے گزرنے والا ایک دم متوجہ ہو گا۔ کیا آپ اچھا سمجھتے ہیں کہ غیر مرد متوجہ ہوں؟ عورت گھر میں لگائے لگا کر باہر نہ جائے۔

خوشبو کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عطر میں موجود مرکبات جراثیم کش ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے استعمال کرنے والے افراد سے جراثیم دور رہتے ہیں۔ اور جس فضا میں خوشبو بسی ہو وہاں جراثیم کی افزائش کم ہونے کے بھی امکان ہیں۔ معطر فضا میں بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کی افزائش بہت کم ہو جاتی ہے۔

خوشبو سے علاج بھی ہوتا ہے Aroma therapy میں کئے گئے مشاہدات اور تجربات سے پتہ چلا ہے کہ خوشبو پریشانی کو کم کرنے بھوک لگانے اور سلانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔

مختلف نفسیاتی امراض کا خوشبوؤں کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے اسے Osmo Therapy کہتے ہیں۔ بے چینی اور پریشانی کو دور کرنے والی ایک ایسی خوشبو بنائی گئی ہے جسے Osmone کا نام دیا گیا ہے۔ اضطرابی کیفیت میں اس خوشبو کو سونگھ کر یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے بچہ ماں کی آغوش میں چلا گیا ہے۔ دماغ کو سکون دینے میں خوشبو کا بڑا عمل دخل ہے۔ اگر کسی آدمی کو نیند نہ آ رہی ہو تو ایک علاج یہ بھی ہے کہ کمرہ معطر کر دیا جائے۔

خوشبوؤں کی اپنی ہی ایک دنیا ہے جیسے جیسے علم کیمیا ترقی کر رہا ہے ہم میں خوشبوؤں کی اہمیت کا احساس بڑھ رہا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب خوشبوؤں کے ترقی یافتہ استعمال سے نہ صرف تقریبات کی مسرتوں کو دوبالا کیا جائے گا بلکہ افراد کے باہمی تعلقات کو بھی بہتر بنایا جا سکے گا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوشبو واپس نہ کیا کرو۔

چنبیلی، موتیا اور گلاب کے پھولوں کی خوشبو مفرح قلب مقوی دماغ ہونے کے علاوہ مقوی باہ بھی ہیں۔ خوشبودار پھولوں کے ماحول میں رہنا قوت مردمی کو بڑھاتا ہے۔ خوشبو اور قوت باہ کا گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئے دولہن اور دلہان کو خوشبو سے معطر کیا جاتا ہے۔ یونانی اطبا نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ دل و دماغ معدے اور صحت پر خوشبوؤں کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ہیضہ، اسہال، طاعون، میعادی بخار وغیرہ کے جراثیم خوشبوؤں سے بآسانی مر جاتے ہیں۔ مریضوں کو کیوڑا یوکلیپٹس آئل، چنبیلی، و گلاب وغیرہ کے پھول سونگھنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

گائے کا گوشت

حضرت ملیکہ بنت عمرو رضی اللہ عنھا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

البان البقرۃ شفاء و سمنھا دواء ولحومھا داء (طبرانی)

"گائے کے دودھ میں شفا اور مکھن دوائی ہے اور اس کا گوشت بیماری ہے۔

علامہ ابوالفضل اپنی کتاب آئین اکبری کے آئین نمبر ۶۳ میں گاؤ خانہ کا عنوان دیکر لکھتے ہیں کہ ملک ہندوستان میں اس جانور کو بے حد مبارک و مقدس سمجھ کر اس کی طرح طرح سے خدمت گزاری کرتے ہیں۔

آئین ۸۷ میں لکھا کہ دیوالی کے روز جو ہندوستان کا قدیمی یوم جشن ہے اہل ہند گروہ کے گروہ اس جانور کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں۔

گائے کو پوجنے کی وجہ ہی یہی ہے۔ کہ ہندونکا ذریعہ معاش ہی اس کا دودھ تھا۔ یہ تعلق و پیار بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گیا کہ ہندووں نے اسے ماں کا رتبہ دے دیا۔ اب ہندو گائے کو ذبح کرنا ایک جرم سمجھتے ہیں۔ گائے کو ماتا یعنی ماں کہتے ہیں (نہ معلوم بیل کو پتا جی کیوں نہیں کہتے؟) توانائی اور غذائیت کے اعتبار سے بچے کے لئے سب سے عمدہ دودھ ماں کا ہے عورت کا ہے۔ اس کے بعد گائے کا دودھ ہے۔ گائے کے دودھ میں پانی 87.35 فیصد ہوتا ہے۔ چکنائی 3.75 فیصد مٹھاس 4.75 فیصد اور لحمیات 3.4 فیصد دنیا کے مختلف ممالک میں زیادہ تر گائے کا دودھ مقبول ہے۔ مثلاً ارجنٹائن، ڈنمارک، ناروے، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ عالمی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ ممالک گائیں پالتے ہیں اور انکے دودھ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں، گائے کا دودھ

کثیر الغذا، زود ہضم، منی پیدا کرتا ہے۔ دل کو طاقت بخشتا ہے۔ دماغ کے لئے بھی مقوی ہے۔ بدن کو موٹا کرتا ہے۔ طبیعت کو نرم کرتا ہے۔ خفقان، سیل دق اور پھیپھڑے کے زخم کو مفید ہے۔ تازہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گائے کے دودھ میں امینو ایسڈز اور ٹرپٹوفین موجود ہوتے ہیں اور یہ دونوں ملکر نکوٹینک ایسڈ کی خاصیت پیدا کر دیتے ہیں۔

گائے کا گوشت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا ہے۔ واہ یا رسول اللہ آپکے علم پر قربان جائیں آپ کی نظر مبارک کتنی عمیق تھی۔ کہ گائے کے گوشت میں چھپے ہوئے جراثیموں کا پتہ چلالیا آپ نے حرام تو قرار نہیں دیا البتہ خبردار کر دیا۔

گایوں کے اندر تپ دق ایک عام بیماری ہے۔ کمزور گائے ہو تو شک ہو سکتا ہے کہ اس پر تپ دق کے جراثیم قابض ہو گئے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ انگلستان میں جب ھارنکس کمپنی کی ایک گائے کو صحت اور تندرستی کی وجہ سے اول انعام دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اسے تپ دق کی بیماری تھی۔

گائے کا گوشت ریشہ دار ہوتا ہے جو آسانی سے نہیں گلتے۔ یہ ریشے کھانے کے دوران دانتوں میں موجود خلاؤں میں پھنس جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوجن کا باعث بنتے ہیں۔

انگلستان میں ۱۹۹۶ء میں گائے کے گوشت سے بیماری پھیل گئی۔ اسے Mad Cow Disease کا نام دیا گیا۔ اس بیماری کا سائنسی نام Bovine spongy form Encephalopathy ہے اس بیماری کا شکار ہونے والا شخص شدید ڈپریشن اور بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا موڈ اچانک بدل جاتا ہے۔ اس بیماری کی نشاندہی ہونا تھی کہ انگلستان کے اندر لوگوں نے گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیا اور حکومت نے ہزاروں کی

تعداد میں کاٹ کر ان کا گوشت تلف کر دیا۔ امریکہ کے ایک سائنس جرنل Nature نے جنوری ۱۹۹۷۔ میں ایک تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ Mad Cow Disease پھیلنے کا اندیشہ موجود ہے۔ اب حال یہ ہو گیا ہے کہ تھوڑا سا بھی لوگوں کو شک پڑ جائے تو انگریز ریوڑ کا ریوڑ ہلاک کر دیتے ہیں۔ جرمن کے ایک علاقہ "براکیل" میں ایک ماہر امراض حیوانات نے گایوں کو زہریلے انجکشن لگا کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسے ان گایوں کے اندر ان جراثیم کا پتہ چلا کہ اگر لوگ ان کا گوشت کھاتے تو پاگل ہو جاتے۔

گائے کے گوشت کو بیماری قرار دینے کی ایک اور سائنسی توجیہہ یہ ہے کہ اس کے گوشت میں Taenia Saginata نامی Parasite کی موجودگی دریافت ہوتی ہے اگر یہ انسانی جسم میں گھر کر جائے تو گنٹھیا کا باعث بنتا ہے۔ جوڑوں میں مسلسل درد اور ورم کی شکایت رہتی ہے۔

سبحان اللہ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ولحومها داء گائے کا گوشت بیماری ہے۔

کُتا

عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یغسل الاناء اذا ولغ فیہ الکلب سبع مرات اولھن و آخرتھن بالتراب

(بخاری شریف)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برتن دھویا جائے جب کتا منہ ڈال جائے۔ سات مرتبہ ابتداء و انتہا مٹی سے ہو۔

کتے کا جھوٹا

کتوں اور درندوں کا جھوٹا پلید ہوتا ہے۔ جس پانی میں کتا یا کوئی درندہ منہ مار جائے آپ اس سے وضو نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں باولہ پن کے جراثیم موجود ہوتے اور جس شے کو منہ لگاتے ہیں وہ جراثیم داخل ہو جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو باولہ پن سے بچاؤ کے تین اہم طریقے بتاتے ہیں۔

گھروں میں کتے نہ رکھیں جائیں۔ آوارہ کتے ھلاک کر دیئے جائیں۔ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے۔ اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔ ایک مرتبہ مٹی سے ضرور دھویا جائے۔ ۵ مرتبہ دھونے سے بھی کام چل سکتا ہے۔ کم از کم تین مرتبہ تو ضرور ہی دھویا جائے۔

دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ کتا نہ رکھا جائے۔ ور اس کے جھوٹے کو مٹی سے دھویا جائے۔

ڈاکٹر خالد غزنوی اپنی کتاب طب نبوی میں فرماتے ہیں۔

لاہور چھاؤنی کے ایک ماڈرن گھرانے میں "نشی" نامی ایک مختصر سی روسی نسل کی

کتیا تھی بچے اس سے پیار کرتے تھے اور ہر وقت اس سے کھیلتے رہتے تھے اس گھران کے ایک بچہ کو تشنجی دورے پڑے ڈاکٹروں میں تشخیص مشتبہ رہی اور بچہ مرگیا چند دنوں بعد اسی قسم کی علامات ایک اور بچہ میں پیدا ہوئیں اس بچے کو ہسپتال میں دکھایا تو باؤلہ پن تشخیص ہوئی یہ بچہ بھی فوت ہوگیا کتیا انکے گھر کی پلی ہوئی تھی اسے متعدی بیماریوں اور باؤلہ پن سے بچاؤ کے ٹیکے لگے ہوتے تھے۔ یہ کتیا گھر سے باہر نہ جاتی تھی۔ اس نے کسی بچے کو کاٹا بھی نہیں۔ صرف اس کی قربت نے دو بچوں کو مار دیا۔ دوسروں کے اطمینان کے لئے اس کتیا کو حلاک کر کے اس کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ کتیا کے جسم میں باؤلہ پن کے جراثیم موجود تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں کتا رکھنے سے منع فرمایا۔

مٹی سے دھونے کا حکم کیوں دیا؟ جرمنی کا ایک ڈاکٹر Courkh لکھتا ہے کہ میں نے سنا کہ مسلمانوں کے نبیؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ مٹی سے مانجھو اور سات مرتبہ دھوؤ جس برتن میں کتا چاٹ گیا ہو" مجھے تشویش ہوئی کہ مٹی سے دھونے کا حکم کیوں دیا ہے؟ چنانچہ میں نے کتے کے منہ کا لعاب لیا اس کے زہر کا مشاہدہ کیا۔ پھر اپنی لیبارٹری میں مٹی کے اجزاء کا کیمیائی مشاہدہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ کتے کے منہ کے جراثیم کو صرف اور صرف مٹی ختم کر سکتی ہے"

کتے کی آنتوں اور جگر میں ایک خطرناک کیڑا پرورش پا رہا ہوتا ہے اس کا نام Fascio Lopsis Buski ہے۔ جو لوگ کتے کے بے حد قریب رہتے ہیں یا اگر کتا کسی چیز کو چاٹ جائے تو مٹی سے صاف نہیں کرتے انکے اجسام میں اس کیڑے کے داخل ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو انسان ساری زندگی اذیت کا شکار رہتا ہے۔

سبحان اللہ۔ سائنسدان سالہاسال کی تحقیق کے بعد آج اس نتیجے پر پہنچے اور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۱۴ سال پہلے ہی فرمادیا۔

کتا گھر میں ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر یہ چاٹ جائے تو مٹی سے دھوؤ"

By Reading all this now I think that you are compelled to say that super man in the world is only Muhammad (PBUH)

دل

ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

(بخاری و مسلم مشکوۃ شریف صفحہ ، ۸۰ لان ۹

ترجمہ :۔ بے شک جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب درست ہو گیا تو سارا بدن سدھر گیا اور جب بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ گیا جان لو یہ دل ہے۔

دل

دل دونوں پھیپھڑوں کے درمیان واقع ہے۔ اور ایک غلاف میں لپٹا ہوا ہے جسے (Peri-Cardium) کہتے ہیں۔ جسم انسانی میں چونکہ یہ الٹا لٹکا ہوا ہے اس لئے عربی زبان میں دل کو قلب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ۱۲۶ مرتبہ دل کا ذکر کیا دل ہی انسانی شعور اور ادراک کا مرکز ہے۔ اور انسان سچائی اور حقائق تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اگر اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر ثبت کر دے۔ انسان کو جو چیز انسان بناتی ہے وہ دل کا وجدان ہی ہوتا ہے۔ دل عام قسم کے پٹھوں کا ایک لوتھڑا ہی نہیں۔ سائنسی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے دل بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ جہاں اس کا دھڑکنا زندگی کی علامت ہے وہاں یہ تمام انسانی جذبات کا مرکز و محور بھی ہے۔ اس لئے طبی نقطہ نگاہ سے دیکھا جانے یا اخلاقی نقطہ نگاہ سے دل کی اہمیت مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دل کو حصول علم کے لئے حواس ظاہری اور حواس باطنی عطا فرماتے ہیں۔ ہم حواس ظاہری سے سن کر۔ دیکھ کر۔ چکھ کر۔ چھو کر علم حاصل کرتے ہیں۔ پھر یہ علم قلب میں منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر دل عقل و شعور کے سامنے پیش کرتا ہے اور عقل صحت و عدم صحت کا حکم نافذ کرتی ہے۔ وحی کا نزول ہوتا ہی دل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۹۷

فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔ اس نے قرآن مجید اللہ کے حکم سے تیرے دل پہ اتارا۔ سورۃ شعراء کی آیت نمبر ۱۹۴ پہ فرمایا۔ **نزل بہ الروح الامین علی قلبک** (روح الامین نے قرآن اتارا تیرے دل پہ) یہ وحی دل پہ کیوں اترتی ہے؟؟۔ وجہ یہ ہے کہ جیسے آپ کے ظاہری حواس ہیں اسی طرح باطنی حواس بھی ہیں۔ جب عبادت کر کر کے انسان کا دل صاف ہو جاتا ہے اس کے ظاہری حواس اللہ کی عبادت میں لگ جاتے ہیں تو دل کے حواس کھل جاتے ہیں اور باطنی حواس دیکھتے بھی ہیں۔ چکھتے بھی ہیں۔ سونگھتے بھی ہیں۔ سنتے بھی ہیں۔ محسوس بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف دل کو باختیار اور باارادہ بنایا ہے کہ وہ صحیح علم حاصل کر سکے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دل کو جائے نزول وحی بنایا۔

ھدایت دل کو ملتی ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ تغابن کی آیت نمبر ۱۱ پہ فرمایا ومن یومن باللہ یھد قلبہ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے وہ اس کے دل کو ھدایت دیتا ہے۔

اطمینان دل میں ہوتا ہے

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲ پہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کیا ایمان نہیں ہے (کہ ہم مردہ زندہ کر سکتے ہیں؟) ابراہیم علیہ السلام نے کہا ایمان ہے لیکن دلی اطمینان (کیلئے تقاضا کر رہا ہوں) ولکن لیطمئن قلبی

سمجھ دل میں ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۷۹ پہ فرماتا ہے۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا

ان کے دل ہیں مگر ان کے ذریعے سے سمجھتے نہیں

محبت دل میں ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ پہ فرمایا **واذکرو نعمتہ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم** اللہ کے احسان کو یاد کرو جب تم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈالی۔

ایمان دل میں ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ سورہ حجرات کی آیت نمبر ۱۴ پہ فرماتا ہے

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم

"ابھی ایمان تمہارے دل میں داخل نہیں ہوا"

روحانی بیماری دل میں ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰ پہ فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔

"ان کے دل میں بیماری ہے اللہ انکی بیماریوں کو بڑھاتا ہے

تقوی دل میں ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے سورہ حج کی آیت نمبر ۳۲ میں فرمایا

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب

"جو شعار اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ فعل دلوں کی پرہیز گاری میں سے ہے"

افسوس دل میں ہوتا

اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۶ پہ فرمایا

لیجعل اللہ ذلک حسرة فی قلوبھم

"ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کردے"

طبی نقطہ نگاہ سے دل انسانی جسم میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ انسانی جسم کی مشینری اسی کی بدولت چل رہی ہے۔ بناوٹ کے لحاظ سے دل سینے میں مٹھی کے برابر ایک عضو ہے۔ حقیقت میں ایک ایسا عضو ہے جو جسم کے سب سے دور اور آخری خلیے تک پہنچتا ہے۔ اس لئے کہ وہ حصے جنہیں ہم خون والی رگیں کہتے ہیں محض دل سے جڑے ہوتے پائپ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو دل کی اپنی توسیع ہے۔

۱۔ اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو فوراً دل دماغی یاداشت کے مراکز میں موجود شریانوں کو کھلا کردے گا۔

۲۔ آپ سونا چاہتے ہیں تو فوراً معدے کی آنتیں سکڑ جاتی ہیں اسی وقت آپ دودھ پینا چاہیں تو وہ نسیں دوبارہ پھیل جاتی ہیں

۳۔ جب آپ دوڑتے ہیں تو پٹھوں کو زیادہ خون کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت دل اپنے دھڑکنے کی رفتار کو بڑھا دیتا ہے۔

دل کی حیثیت مرکزی پمپ کی سی بھی ہے تازہ خون سارے جسم کو سپلائی کرتا ہے اور فاسد خون واپس دل میں آتا ہے۔ یہ خون صاف ہوکر دوبارہ شریانوں میں جاتا ہے یہ عمل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ آجکل اکثر اموات Heart Attack کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ دل کو جانے والی خون کی رگوں میں رکاوٹ آنے سے دورہ پڑتا ہے۔ جب دل کے عضلات اپنے Valve کی خرابی یا دیگر اسباب کی بنا پر پوری طرح دھڑک نہ سکیں تو جسم کے کچھ حصوں میں آہستہ آہستہ خون کا پریشر کم سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم کے مختلف حصوں بالخصوص ٹانگوں پر ورم آجاتا ہے ایسے مریضوں کے لئے کمر کے بل سونا یا لیٹنا ممکن نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں رفتہ رفتہ جسم کے مختلف اعضاء ناکارہ ہوکر ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ دل صحیح کام نہ کرے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ دل کے اندرونی اور بیرونی ٹشوز چار تہوں کی صورت میں ایسے شاندار اور پیچ دار چکروں کی تشکیل کرتے ہیں جیسے شاہی پردے ہوں۔ ان سے ٹرائیکسڈ، پلمنری اے اوٹک اور مائیٹرل Valves حاصل ہوتے ہیں جیسے جیسے دل خون کو اندر اور باہر پمپ کرتا ہے۔ یہ پردے بمعہ ان لڑیوں کے جو دل تک پہنچتی ہیں دن میں تقریباً ایک لاکھ مرتبہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ ریشمی کپڑے جیسے یہ والو بے حد نزاکت سے ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں بند ہو جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ بتدریج کھلتے ہیں یہ ایسا ریاضیاتی عمل ہوتا ہے کہ اگر سکڑنے کے عمل میں ہزاروں خلیوں میں سے ایک بھی غلطی کر جائے تو جان کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ "یہی تو فرمان مصطفیٰ ہے دل صحیح تو سارا جسم صحیح"

دل کا ہر ایک خلیہ خود اپنی بجلی پیدا کر سکتا ہے اور آزادانہ طور پر ایک عصبانیہ Neuron کی طرح کام کرتا ہے۔ یہ دل کے اپنے الگ سے موجود نروس سسٹم کی برکت ہے اگر دل تک دماغ سے آنے والی بجلی منقطع بھی ہو جائے تو تب بھی دل اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔ دوسرے ٹشوز کی نسبت دل میں کرنٹ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ برقی کرنٹ دل کے عمل کرنے کے طریقے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ دل کے کام کرنے کا انتظام برقی طور پر ہے اس لئے یہ سارے جسم کے خلیوں پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ جسم کے ہر مقام کو اپنی توانائی کے نظام کی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ فزیالوجی نے تسلیم کیا ہے کہ دل کا اپنا الگ چھوٹا سا دماغ یا A.V کمپلیکس ہوتا ہے۔ جبکہ جسم کے دیگر تمام اجزا ایک نس کی تار کے ذریعے دماغ کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ دل کوئی عام قسم کا پمپ نہیں ہے بلکہ اس میں تو اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی حیران کن اور خوبصورت صناعی پوشیدہ ہے۔

روسی سائنسدانوں نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ ایک اور نروس سسٹم ہے جس کی

جگہ دل ہے۔ نروس سسٹم بالواسطہ طریقے سے تمام اعضاء کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ ایک طرف تو دونوں یعنی مرکزی نروس سسٹم اور پھر جسم کی ایک مخصوص جگہ کا ثمر بخش (Vegetative) نروس سسٹم دل کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف خود دل بھی اپنے طور پر ان سے جڑا ہوتا ہے۔ دل سے شروع ہو کر نروس سسٹم کے مراکز تک پہنچنے والے اثرات گردوں کے نزدیک واقع ہارمون خارج کرنے والے غدود تک پہنچتے ہیں اور ان غدود تک بھی پہنچتے ہیں جن کے عمل سے آنسو بن کر نکلتے ہیں زیادہ اہم بات یہ ہے کہ دل اپنے مقناطیسی میدان کے ذریعے Vegetative نروس سسٹم پر بھی اپنا کنٹرول قائم رکھتا ہے۔

مرکزی نروس سسٹم دماغ ایک ایسا کمپیوٹری نظام ہے جہاں سے جسم کے مختلف حصوں کو حرکت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

جبکہ جسم کے Vegetative حصے کئی پہلوؤں پر مشتمل ایسا نظام مرتب کرتے ہیں جو جذباتی اثرات اور دیگر بہت سے حیاتیاتی اعمال پر نظر رکھتا ہے۔

ایک تیسرا نظام جو اہم پیمائشوں کو ظاہر کرتا ہے وہ دل ہے جو ہمارے پورے مادی اور روحانی وجود کو ایک اکائی میں پرو کر Electromagnetic Links کے ذریعے دماغ اور دوسرے ٹشوز سے جوڑتا ہے۔ جب آپ اپنی محبوبہ سے ملتے ہیں تو دل کی طرف دھیان دیجئے گا کہ کیا ہو رہا ہے۔ فوراً دل کی مقناطیسی سطح گونج اٹھتی ہے۔ محبوب کی محبت میں دل تیزی سے دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اور کبھی کسی نے آپ کو المیہ داستان سنائی آپ رونے لگ گئے اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ ٹریجک سٹوری (Tragic Story) سنتے ہی دل کی مقناطیسی سطح لرز اٹھی فوراً پیام دل نے آنسو پیدا کرنے والے غدود تک پہنچایا اور آنسو نکل آتے۔ اس تمام کالم کو پڑھنے کے بعد ہر عقلمند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیام کو مان جائے گا کہ دل صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے۔ خواہ روحانی طور پر ہو یا باطنی طور پر۔

شراب بیماری ہے

عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سئال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخمر فنہاہ فقال انما اصنعہا الدواء فعال انہ لیس بدواء ولکنہ داء

(مشکواۃ شریف صفحہ ۳۱۷- لائن ۱۸)

ترجمہ :- حضرت وائل حضرمیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ سے شراب کشید کرنے کے بارے میں پوچھا تو حضورؐ نے منع فرمایا انہوں نے عرض کیا ہم تو صرف دوا کے لئے بناتے ہیں حضورؐ نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ خود بیماری ہے۔

شراب بیماری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شراب علاج نہیں بلکہ بیماری ہے۔ یہ بات سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ یہ صرف نشہ ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ بہت سی بیماریوں کی موجب ہے۔ انسانی خون میں دو چیزیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

۱۔ R.B.C یعنی Red Blood Cells اور

۲۔ W.B.c. یعنی White Blood Cells شراب خون کے وائٹ بلڈ سیلز کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ کوئی بیماری حملہ کرے تو یہ دفاع کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں آپ بتائیں جب شراب جاتے ہی انکو نقصان پہنچائے گی تو دفاع کون کرے گا۔ جب روکنے والا ہی کوئی نہیں تو بیماری تو آسانی سے قابو پالے گی۔ اب آپ بتائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ یہ علاج نہیں بیماری ہے۔ علاج تو تب ہوتی جب سفید خلیوں کو طاقت دیتی اور جسم کا بیماریوں کے خلاف دفاعی نظام مضبوط ہوتا۔

انسانی جسم میں ایک خاص قسم کی چربی ہوتی ہے جسے Lipid کہتے ہیں۔ یہ چربی معدہ کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس پر تیزابیت کا اثر نہیں ہوتا۔ یعنی ھائیڈرو کلوروک ایسڈ کا نقصان دہ اثر نہیں ہوتا۔ اسی تہہ کی وجہ سے معدہ خود کو ہضم نہیں کر سکتا حالانکہ سوچنے کی بات ہے جب بکرے کا گوشت معدہ میں جا کر ہضم ہو جاتا ہے پھر معدہ بھی تو گوشت ہی کا بنا ہوا ہے وہ کیوں نہیں ہضم ہو رہا ہے اس کی وجہ Lipid ہی ہے۔ مگر شراب اس چربی کو گلا دیتی ہے۔ اگر آپ خالی پیٹ شراب نوشی کریں گے تو اندرونی دیواروں پر سوزش شروع ہو جاتی ہے۔

جگر کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے کیونکہ جگر Glycogen کو جمع کرتا ہے مگر شراب کیوجہ سے گلائی کوجن کی بجائے چکناہٹ جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں جگر کے خلیے خشک ہو جاتے ہیں جگر خراب ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ کام بند کر کے موت کا باعث بنتا ہے۔ اس بیماری کا نام شراب کی مناسبت سے Alcohlic Cirrhosis ہے۔

جدید تحقیق ہے کہ شراب اعصاب پہ اثر انداز ہوتی ہے اور جو اعصاب ضائع ہو جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں بنتے

انڈیانا یونیورسٹی کے ادارہ ادویہ کے پروفیسر ڈاکٹر رولو ھارچر نے کہا کہ شراب کے نشہ کے اکثر اثرات دماغ پر پڑتے ہیں شراب معدے میں جاتے ہی خون میں مل کر چند سیکنڈوں میں دماغ میں پہنچ جاتی ہے اور اس کی معمولی مقدار بھی اپنے بد اثرات دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی۔

شراب کا پہلا اثر منہ پر پڑتا ہے۔ منہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کا ماحول پیدا کیا ہوا ہے۔ جو ایک لعاب کی صورت میں ہے۔ نقصان دہ جراثیم کا اس ماحول میں زندہ رہنا دشوار ہوتا ہے۔ اور شراب منہ میں جاتے ہی اس ماحول کی قوت کو بتدریج

کم کرتی ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شرابی کے مسوڑوں میں زخم اور سوجن ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرابی کے دانت. بہت تیزی سے خراب فرسودہ ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد گلے اور خوراک کی نالی آتی ہے۔ یہ دونوں اعضا ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ ان پر نہایت حساس استر میوکس میمبرین Mucous Membrane کی تہہ ہوتی ہے۔ شراب کا ان پر بہت برا اثر پڑتا ہے کمزور ہوتے ہوتے ان اعضاء میں کینسر کی شکایت ہو جاتی ہے۔

شراب خون کی رفتار میں خلل پیدا کر دیتی ہے۔ اور دل میں چربی کے ذرات جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور اعصابی نظام پر نقصان دہ اثرات کے ذریعے دل کے عمل میں خلل پڑ جاتا ہے اور بالآخر وہ حارٹ اٹیک سے مر جاتا ہے۔

میں اتنا کہنا چاہوں گا کہ شراب جسم کے اندرونی نازک حساس اعضاء کے لئے تیزاب ہے۔ شراب جدھر جدھر سے گزرتی جائے گی۔ جلاتی، ہلاتی، تباہی پھیلاتی جائے گی۔ امریکہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ۔

عام طور پر ھذیان Delirium کپکپی Tremen اور Plyneurtis اور Korsak of Syndrome یہ شراب ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ شراب عورت کے تخم (Ovum) اور بیضہ حیات (Egg cell) کے خلیے کو بہت آسانی سے نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شرابی ماؤں کے بچے اکثر موروثی طور پر دماغی یا قلبی صدمے یا جھٹکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اب آپ ہی بتائیں سرکار مدینہ کو میں سپرمین ان دی ورلڈ کہوں کہ نا کہوں؟ ساری دنیا کروڑوں انسانوں پر تجربات کر کے پھر کہا کہ شراب بیماری ہے سرکار مدینہ نے ۱۴۱۴ سال قبل فرمایا لکنہ داء۔ یہ بیماری ہے۔

پھونک

وعن ابن عباس قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتنفس فی الاناء او ینفخ فیہ۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۱)

ترجمہ :۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے۔

وعن ابی سعید خدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن النفخ فی الشراب

عن ابن عباس قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفخ فی طعام ولا شراب ولا یتنفس فی الاناء

(ابن ماجہ صفحہ ۲۴۴ لائن ۲۱)

ترجمہ :۔ ابن عباس سے روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے اور پانی میں پھونک نہ مارتے تھے اور نہ برتن میں سانس لیتے تھے۔

کھانے پینے والی اشیاء میں سانس لینے اور پھونک مارنے کی ممانعت

ہماری اکثر یہ عادت ہوتی ہے جب کوئی گرم چیز آتی ہے تو ہم پھونکیں مار مار کے ٹھنڈا کرتے ہیں اور بعض لوگوں کو یہ دیکھا ہے کہ وہ پانی پی رہے ہیں تو گلاس کے اندر ہی سانس لیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے جب آپ سانس لیتے ہیں تو تازہ آکسیجن اندر لے جاتے ہیں اور جب وہ باہر آتی ہے تو وہ زہریلے مواد اور اندرونی کثافتیں اور بخارات ساتھ ہوتے ہیں اور اس میں زہریلی گیس کاربن ایک بڑا جزو ہوتی ہے اور یہ زہریلی گیس سیال اور تر اشیاء میں فوراً تحلیل ہو جاتی

ہے۔ یعنی اندر سے باہر آنے والا سانس زہریلی گیسوں کا مجموعہ ہوتا ہے جب عورتیں بچوں کو دودھ پلانے کے لئے پھونکیں مارتی ہیں ملائی کو ہٹانے کے لئے پھونک مارتی ہیں۔ تو اتنا نہیں جانتیں کہ انکی ہر پھونک بچے کی غذا زیادہ سے زیادہ زہریلی بناتی چلی جاتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو جانتے تھے سانس کے اندر جراثیم ہوتے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"کوڑھی سے جب بات کرو اس کے اور اپنے درمیان کم از کم دو تیر کا فاصلہ رکھ لیا کرو"

وجہ یہ ہے کہ جب کوئی سانس لیتا ہے تو جراثیم نکلتے ہیں اور وہ سامنے بیٹھے ہوئے افراد کی سانس کی نالیوں میں داخل ہوکر بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ صرف کوڑھ ہی نہیں بلکہ تپ دق، چیچک، نزلہ، زکام، یہ سب بیماریاں سانس کے ذریعے سے پھیلتی ہیں۔ مریض کی سانس میں جو جراثیم ہوتے ہیں وہ ایک میٹر سے زیادہ فاصلہ تک نہیں جاسکتے۔ چھینک جمائی اور کھانسی کے ذریعے یہ جراثیم زیادہ دور تک جاسکتے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشکوۃ شریف صفحہ ۴۰۶ **اذا تثاوب احدکم فلیمسک بیدہ علی صنمہ**۔ یعنی جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھے اس سے دو فائدے ہوں گے جبڑا نکلنے کا خطرہ ٹلے گا اور جراثیم رکیں گے اور چھینک کے وقت سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوا سانس کی نالی سے نکلتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے مشکوۃ شریف صفحہ ۴۰۶ پہ ہے **اذا عطس غطی وجھہ بیدہ او ثوبہ وغض بھا صوتہ**۔ جب کسی کو چھینک آئے تو ہاتھ رکھے یا کپڑا رکھے اور آواز کو پست رکھے۔ جمائی اور چھینک اور وجوہات کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ سانس دور تک جاتا ہے اور اگلا آدمی متاثر ہوتا ہے۔

آج انگریز کہتے ہیں کہ بیماری سانس کے ذریعے ایک انسان سے دوسرے انسان

میں لگتی ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ کوڑھی سے ہمدردی تو رکھو لیکن اس کی سانس سے دور رہو۔ آج British Empire Leprosy Relief Association نے تحقیق کر کے کہا کوڑھ Mycobacterium Leprae جراثیم کی وجہ سے پھیلتا ہے۔

ڈاکٹر Hanson کے تجربات نے ثابت کیا ہے کہ یہ بیماری اس وقت ہوتی ہے جب اس کے جراثیم سانس کے راستے داخل ہوں۔ کیونکہ کوڑھ کے مریض کی سانس کی نالیوں اور ناک کے اندرونی حصہ میں زخم ہوتے ہیں۔ یہاں جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ جب مریض سانس لیتا ہے تو جراثیم باہر آتے ہیں اور دوسرا سانس لیتا ہے تو یہ اندر چلے جاتے ہیں اور سانس کی نالی میں ہی پرورش پاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھونک میں اثر ہوتا ہے۔ اچھا بھی اور برا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں یہ سبق دیا کہ کہو

ومن شر النفثت فی العقد

گانٹھوں پر پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بچا۔ اگر پھونک میں اثر نہیں ہوتا تو پناہ مانگنے کو کیوں کہا جا رہا ہے۔ آسان سی بات ہے اگر ایک عورت جادوگرنی شیطانی کلمات پڑھ کر پھونک مارے تو اثر ہو جاتا ہے تو جو آدمی اللہ کا کلام قرآن مجید پڑھ کر پھونک مارے گا کیا اثر نہ ہو گا۔ امریکہ کے اندر سورۃ فاتحہ کی پھونک کے اثرات کے فوٹو لئے گئے تو ڈاکٹر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اردگرد ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے جس میں آدمی بغیر دوائی کھائے تندرست ہو جاتا ہے۔

اس لئے میں لوگوں سے کہوں گا کہ کسی مائع چیز کو پھونک نہ مارو کیونکہ کاربن گیس مائع میں جلد حل ہوتی ہے اور یہ شے غذا کی بجائے وبا بن جائے گی لیکن اگر پھونک مارنا ہی ہے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پھونک مارنا شے ٹھنڈی بھی ہو جائے گی اور دم بھی ہو جائے گا اب وبا نہ بنے گی دوا بنے گی۔

وضو کے کرشمے

وعن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضاء فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ۔ متفق علیہ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۸)

حضرت عثمان روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے وضو کیا اچھا وضو اس کے جسم سے تمام گناہ خارج ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی)

وضو کسے کہتے ہیں؟

مشکوۃ شریف صفحہ ۳۹ پر۔ عن عثمان انہ توضاء فافرغ علی یدیہ ثلثا ثم تمضمض واستنثر ثم غسل وجھہ ثلثا ثم غسل یدہ الیمنی الی المرفق ثلثا ثم غسل یدہ الیسری الی المرفق ثلثا ثم مسح براسہ ثم غسل رجلہ الیمنی ثلثا ثم الیسری ثلثا۔۔

حضرت عثمان روایت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ وضو بتاتے ہیں۔ تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا۔ پھر دایاں ہاتھ تین مرتبہ کہنی سمیت دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا پھر بایاں پاؤں۔

آپ اگر فقہ کی کتب اور احادیث کا مطالعہ فرمائیں۔ تو وضو کے اندر کچھ چیزیں دھونا فرض ہونگی کچھ سنت کچھ مستحب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر بہت زور دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ باوضو مومن ہی رہ سکتا ہے۔ یعنی مومن کی یہ علامت ہے کہ بے وضو کبھی نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا جو وضو پہ وضو کرتا ہے اس کے لئے

دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یعنی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بازو چہرہ اور پاؤں دھونے کی بڑی اہمیت تھی۔ عرب ممالک میں پانی بہت کم ملتا تھا لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر مداومت کی تلقین فرمارہے ہیں۔ ایک جملے میں پوری طب بیان کر کے رکھ دی۔ فرمایا جو مکمل وضو کرے اچھے طریقے سے وضو کرے اس کی جسم کی تمام خطائیں خارج ہو جاتی ہیں حتی کہ ناخن کے نیچے سے بھی۔ خطا ناخن کے نیچے نہیں ہوتی اس سے مراد ہے یہی ہے کہ وضو بیماری کا صفایا کر دیتا ہے۔ خواہ وہ بیماری ہاتھوں کی ہو۔ ناخنوں کے نیچے چھپی ہوئی ہو۔

آئیے سائنس کی روشنی میں وضو کے فوائد کو دیکھتے ہیں۔

آلہ وضو

وضو کرتے ہوئے پہلے ہاتھ دھوئیں کیونکہ ہاتھوں ہی سے آپ نے باقی اعضاء دھونے ہیں اگر یہی گندہ ہو گا تو باقی اعضاء کس طرح صاف ہونگے۔ تین مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوئے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو محنت ومشقت کرتے ہیں انکے ہاتھوں پر میل کچیل جم جاتی ہے ایک مرتبہ پانی ڈال کر ہاتھوں کو آپس میں ملیں تاکہ میل کچیل نرم ہو۔ دوسری مرتبہ پھر پانی ڈالیں کچھ اتر جائے گی کچھ اور نرم ہو جائے گی۔ تیسری مرتبہ پانی ڈالنے سے ہاتھ کافی صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خلال بھی کرو۔ خلال یہ ہوتا ہے کہ دو انگلیوں کے درمیان کی جگہ میں انگلی کو پھیرنا۔ اس کے دو فائدے ہوتے ہیں میل نکل جاتی ہے ورنہ وہ جم کر زخم بنا دے گی اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔ اگر آپ نے انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اسے آگے پیچھے کر کے دھوئیں پانی ڈالنے سے انگوٹھی کے نیچے کی میل نرم تو ہو جاتی ہے لیکن صاف نہیں ہوتی اگر آپ نے انگوٹھی آگے کر کے صاف نہ کی تو وہ پھر جم جائے گی اور نتیجتاً وہاں زخم ہو جائے گا۔

کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا اور چہرہ دھونا

طبی نقطہ نگاہ سے صرف کلی کرنے سے زیادہ مسواک کے فوائد ہیں حدیث نمبر ۶ میں تفصیل سے گفتگو کر آیا ہوں۔ اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا ہے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے ناک کو صاف کرنا ہے۔ ناک دھونے والے آدمی کا دماغ درست رہتا ہے۔ اور صاف کرتے ہوتے زور سے ہوا باہر کی طرف ناک کے ذریعے سے نکالی جاتی ہے یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ ہوا میں جراثیم ہوتے ہیں ان جراثیموں سے اللہ نے ہمیں بچانے کے لئے دو محافظ عطا کئے ہیں۔ ناک میں چھوٹے چھوٹے بال ہیں اور ایسی رطوبت پیدا کی ہے جو جراثیموں کو روک لیتے ہیں مٹی وغیرہ کے ذرات بھی سانس لیتے ہوتے اندر جاتے ہیں وہ ناک میں کافی حد تک رک جاتے ہیں۔ آپ سوچیں یہ جراثیم اور ذرات اگر اسی طرح جمتے جائیں اور ہم صاف نہ کریں تو کیا ہو گا؟

دماغ خراب ہو گا کہ نہیں؟ ہو گا۔ قربان جائیں دنیا کی ذہین ترین اور عظیم ترین ہستی پر آپ نے فرمایا ناک کو دھوؤ اندر پانی ڈالو اور چھنگلیا سے اچھی طرح صاف کرو۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے اگلے مرے ہوتے جراثیم اور پھنسے ہوتے ذرات نکل جاتے ہیں۔ یہ مشین پھر اوورہال (Overhaul) ہو جاتی ہے۔

چہرہ دھونا

لمبائی میں عام طور پر بالوں کے اگنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کانوں کی لو تک دھونا ضروری ہے۔ اگر داڑھی گھنی ہے تو صرف خلال ہی کریں گے دھولیں تو بہتر ہے۔ چہرہ اس لئے دھونا فرض قرار دیا کہ جو آدمی بھی ملاقات کرتا ہے اس کی نظر چہرے پر ہی پڑتی ہے۔ چہرہ ہمہ وقت کھلا رہتا ہے اس پہ گردو غبار پڑتی رہتی ہے۔ چنانچہ اسے دھونے کے لئے کہا کہ یہ صاف رہے۔ جب آپ

چہرہ دھوئیں گے تو آنکھوں پہ بھی پانی پڑے گا۔ تین مرتبہ چہرہ دھوئیں گے تین مرتبہ پانی پڑے گا۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچانے کے لئے بہت سے اہتمام کر رکھے ہیں۔ لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی ذرہ آنکھ کی طرف بڑھ ہی جاتا ہے۔ ایک لوہار کو ایک ڈاکٹر کہہ رہا تھا آپ جب بھٹی بند کر کے جائیں تو پہلے آنکھوں پہ تین بار چھینٹے مار لیا کریں۔ چھوٹے چھوٹے ذرات صاف ہو جاتے ہیں۔ آئندہ آپ کی آنکھ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ آنکھوں کے ڈاکٹر آنکھیں آجانے پر یہی علاج تجویز کرتے ہیں کہ آپ پانی سے دھوئیں۔ بیماری کے بعد جو آپ نے آنکھوں کو دھونا ہی ہے تو بیماری سے قبل ہی دھولیں تاکہ بیماری کی درد سے بچا جاسکے اور ڈاکٹر کی فیس سے بھی۔

چہرے کی کریمیں اور وضو

آجکل لوگ چہرے کی جلد کو ملائم اور خوبصورت رکھنے کے لئے بہت سی کریمیں استعمال کرتے ہیں یہ سب فراڈ ہے جو جوان ہے وہ کریم نہ بھی لگاتے تو اچھا ہی لگتا ہے اگر آپ کی کریم جلد کو اچھا کرتی ہے تو آئیے اپنی بڑھیا سے بڑھیا کریم لائیں اور ۹۰ سالہ بوڑھے کو لگائیں۔ یہ کریم کچھ نہ کر سکے گی کیونکہ اس کا چہرہ جھریوں کی زد میں آچکا ہے۔ ان جھریوں کا علاج وضو کے پاس ہے۔

جسم کے اندر Static Electricity کا ایک توازن موجود ہوتا ہے۔ اور ایک صحت مند جسم کی Physiology کا اس برقی توازن سے گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ فضائی حالات اس توازن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ نتیجتاً آدمی کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ جلدی امراض اور چہرے پر جھریاں آجانا Static Electricty کے عدم توازن کی وجہ سے ہے۔ آجکل Acupuncture کے ذریعے سے اس کے توازن کو ٹھیک کرتے ہیں۔ بجلی اور پانی مل کر کیا کرتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو۔ سب خطاؤں کو دھو کر دور کر دیتا

ہے۔ جسم پر پانی پڑتے ہی وہ Static Electricity پورے جسم میں دوڑ جاتی ہے۔ جلد کی بیماری اور چہرے کی جھریاں دور کرنے میں وضو کا بڑا ہاتھ ہے جلد کے نیچے نزدیک ترین چھوٹے چھوٹے پٹھے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور وقت سے پہلے ہی جھریاں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان Wrinkles کا آغاز چہرے سے ہی ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نمازیوں کے چہرے کیوں چمکدار ہوتے ہیں؟ یہ سب وضو کی کارستانی ہے۔ وضو کا معنی ہی پاکیزگی اور خوبصورتی ہے۔

ہمارے ہاں کروڑوں روپیہ کاسمیٹکس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ پھر فائدہ صفر یہ یاد رکھو دس گنا زیادہ خرچ بھی وضو کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتا

خون کی شریانیں اور وضو

خون ہمارے جسم میں چوبیس گھنٹے گردش کرتا رہتا ہے۔ اور اس مدت میں دل سے دل تک تقریباً ۵۷ ہزار میل کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ دل کا کام ہے کہ جسم کے ایک ایک خلیے تک خون کو پہنچاتے۔ دل پمپ کرتا ہے اور دباؤ کی وجہ سے خون شریانوں کے ذریعے ایک ایک خلیے تک پہنچتا ہے۔ اور انہی شریانوں سے خون پھر وریدوں کے ذریعے واپس دل میں آتا ہے

اگر یہ دل میں خون کے آنے اور جانے کا عمل درہم برہم ہو جاتے تو خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ دباؤ کے بڑھنے سے موت اور بڑھاپا دونوں تیزی سے آتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آدمی تندرست اور توانا اسی وقت ہو سکتا ہے جب دل میں متناسب رفتار سے خون آتے اور واپس ہر جگہ پہنچ جاتے۔ اور خون جاتے گا کس کے ذریعے ہے؟ یہ بھی کوئی بتانے کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے چھوٹی چھوٹی نالیاں تمام جسم میں پھیلا رکھی ہیں یہ موٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت باریک بھی۔ ان تمام کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ کچھ تو بال کے برابر باریک ہوتی ہیں۔ اور دل سے جتنی دور ہوتی جاتی ہیں باریک تر

ہوتی جاتی ہیں۔

اگر یہ شریانیں اور رگیں جو ہاتھوں اور پاؤں میں ہیں سخت ہو جائیں تو خون کی آمد و رفت میں خلل پڑ جائے گا۔ اگر یہ شریانیں سخت ہو جائیں تو دل پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

اب تمام دنیا کے ڈاکٹر سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ وہ کونسا طریقہ ہے جو دل سے دور شریانوں کو لچک اور طاقت مہیا کرے۔ تو صرف ایک چیز ملی پانی۔ پانی خون کی ان نالیوں کو جو دل سے فاصلے پر ہوتی ہیں انہیں کھولتا ہے لچک پیدا کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرنے والے کے تمام جسم سے خطایا نکل جاتی ہیں وضو کرنے والا دل کی بیماری سے محفوظ۔ خون کی شریانوں کی بیماریوں سے محفوظ۔ جب دل ٹھیک ہو گا تو سارا جسم ٹھیک ہو۔

سفید خلیے اور وضو

انسانی خون کے اندر Red Blood Cell بھی ہوتے ہیں۔ اور Leucocyts سفید خلیے بھی ہوتے ہیں۔ یہ انسانی جسم میں سب سے طاقتور اور جنگجو خلیے جنہیں Lymphocytes کہتے ہیں جسم کے دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں اور دن میں ہر جگہ پر دس مرتبہ جاتے ہیں اور راہ میں کسی بیماری کے جراثیم سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو اس کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں۔ سفید خلیوں کو گردش میں رکھنے والا نظام Vessels اس نظام سے دس گنا پتلا ہوتا ہے جو سرخ خلیوں کو گردش میں رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سفید خلیوں کا ہر جگہ پہنچنا بہت ضروری ہے تبھی جسم بیماریوں سے محفوظ رہے گا آپ سن کر حیران ہو جائیں گے اس نظام کو وضو مکمل وضو ہی گردش میں رکھ سکتا ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں وہ کس طرح؟

وضو میں ناک کے اندر تین بار پانی ڈالنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی کہا کہ چھنگلیا سے صاف کرو اس کی وجہ یہ ہے کہ مدافعتی نظام کو تحریک دینے کے

لئے مرکزی مقام ناک کے پیچھے کی جگہ اور نتھنے ہیں۔ وضو کے اندر گردن کا مسح بھی ہے یعنی گیلے ہاتھ کا پھیرنا اس طرح ہاتھ پھیرنے سے Lymphatic نظام کو تحریک ملتی ہے۔

اللہ کی قسم میرا تو رونگٹا رونگٹا کہہ رہا ہے۔

حضورؐ سے بڑا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔

منشیات

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر و کل خمر حرام

ہر نشہ آور "شراب" ہے اور ہر شراب حرام ہے۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۵۱)

کل مسکر حرام

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۲ لائن ۰)

نشہ حرام کیوں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ مبارک کتنا جامع ہے یعنی دنیا کے جتنے نشے ہیں اور ہونگے سب کو یکسر حرام قرار دے دیا۔

آپ صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور شے خمر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں الخمر ما خامر العقل خمر اسے کہتے ہیں جو عقل پہ پردہ ڈال دے۔ نشہ حرام کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ عقل پہ پردہ ڈال دیتی ہے جب اچھے **برے** کی تمیز کرنے والا آلہ ہی چھپ جائے تو پتہ کیسے چلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب پینے والا انسانوں والی حرکتیں نہیں کرتا۔ حیوان ہو جاتا ہے۔

نشہ آور چیز نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیں بلکہ عسائیت میں بھی حرام ہی کا حکم ہے۔ اخبار 10/908 پہ ہے۔

"تم مے یا کوئی چیز جو نشہ دینے والی ہو نہ پیجیو۔ نہ تو نہ تیرے بیٹے ایسا نہ ہو کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔

۷۰۰ قبل مسیح افیون کے وجود کا پتہ چلا لوگ اسے بطور دوائی استعمال کرتے تھے۔

رفتہ رفتہ یہ نشہ کے طور پر استعمال ہونے لگی۔ زمانہ ترقی کرتا گیا نئے نئے نشے متعارف ہوتے رہے۔ کبھی حشیش و کبھی بھنگ آجکل کے ترقی یافتہ دور میں نشہ کی جدید قسم دریافت ہوئی ہے۔ اسے White Gold ہیروئن وغیرہ کہتے ہیں۔ دس کلوگرام افیون ہو تو ایک کلوگرام ہیروئن تیار ہوتی ہے۔ ۱۸۲۸ء میں ایک جرمن سائنسدان نے افیون سے مارفین تیار کی ۱۸۷۸ء میں ایک جرمن ہی نے افیون سے ہیروئن ایجاد کی۔ پہلے ہیروئن پہ انگریز سرکار کی اجارہ داری تھی وہ خود تیار کرتے تھے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے افیون سمگل ہوکر اسپین جاتی اور صاحب بہادر تیار کرتے۔ مگر اس طرح مختلف باڈرز پر افیون ضائع ہو جاتی۔ انقلاب ایران سے اور اثر پڑا چنانچہ ہمارے صاحب بہادر نے ہم پہ کرپا کی اور ہیروئن تیار کرنے کا فارمولا سرحدی علاقوں میں بیچ دیا۔ اس طرح یہ زہر ہم خود تیار کرنے لگے۔ اور یہ زہر جو تڑپا تڑپا کر مارتا ہے۔ زندگی کو ایک "سوٹے" کے برابر کر دیا ہے۔ کتنی ہی لڑکیاں ہیں جو ہیروئن کی عادی بنیں پھر خوراک نہ ملنے پر عزت بیچ دی کئی لڑکے چور بن گئے۔ یعنی نشے کی لعنت نے عورتوں کو طوائف بنا دیا اور لڑکوں کو چور ڈاکو اور بے غیرت بنا دیتا ہے۔

سکندر اعظم کو مارا نشے نے
دانیال ابن جہانگیر کو مارا نشے نے
مراد بن جہانگیر کو "ساڑا" نشے نے
ہمایوں کو پچھاڑا نشے نے
محمد شاہ رنگیلے کو بگاڑا نشے نے
جہانگیر کو اجاڑا نشے نے
ہاروت و ماروت کو الٹا لٹکوایا نشے نے
ابو شحمہ کو پٹوایا نشے نے

اب آپ بھی بتائیں نشہ حرام ہونا چاہیے کہ نہیں۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز کو حرام قرار دیا جو کسی بھی قسم کے Physical Disorder کا باعث بنتی ہو۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں نشہ آور اشیاء نہ صرف عصبی نظام میں مداخلت کر کے انسان کو دنیا و مافیھا سے بے خبر کر دیتی ہے بلکہ بہت سی بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔

جوزف کونریڈ نے اپنی تصنیف Trads in Women میں ایک جڑی بوٹی کا ذکر کیا ہے جو تمباکو کی طرح سگریٹ بنا کر پی جاتی ہے یہ پینے والے میں قوت و جوش پیدا کرتی ہے لیکن اس کا دماغ اس سے ایسا متاثر ہوتا ہے کہ وہ کسی کو قتل کر دینے کے لئے بے چین ہو جاتا ہے۔ بدمعاش ناواقف آدمی کو پلا کر اس سے قتل کرواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرمادیا ہر نشہ آور شے حرام ہے۔

نشہ آور اشیاء چاہے وہ افیون مرکبات Opiates ہوں یا بھنگ اور اس کے مرکبات Cannabic ہوں یا نسوار کے مرکبات Inhalants ہوں یا خواب آور ادویات ان کا تھوڑی مقدار میں استعمال انسان کو رفتہ رفتہ زیادہ کا عادی بنا دیتا ہے۔ ابن ماجہ شریف کے صفحہ ۱۵۲، لائن ۱۴ پر فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علہ ہے کہ

وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام

جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا قلیل بھی حرام

منشیات کا استعمال انسان کے مختلف نظاموں پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ مختلف پیچیدگیوں اور بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

مثلاً جسم کا نیلا پڑھ جانا۔ سائی اوسس Cyaosis پھیپھڑوں کی سوجن Pulmonary Edema تنفس میں رکاوٹ مستقل بے ہوشی Coma خون کے سفید ذرات میں کمی جکڑن اس کے علاوہ انسان Halluc ination کا شکار ہو جاتا ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے معزز بنایا منشیات کا عادی صرف اپنی ڈوز کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

گھر کی قیمتی سے قیمتی چیز سستے داموں فروخت کر دیتا ہے۔ آئے روز منشیات کے عادی لوگوں کے والدین پولیس والوں یا محلے والوں کے طعنوں و تشنیع کا سامنا کر رہے ہوتے ہیں۔ منشیات کے عادی کے بیوی بچوں کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں رہ جاتا۔ اس کی بیوی کو بعض اوقات بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے "دھندہ" کرنا پڑتا ہے۔ منشیات کا عادی ہر وقت لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔ ہر ایک اسے بوجھ تصور کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ نشئی اپنا حلقہ احباب وسیع کرتا ہے یعنی ساتھیوں کو بھی اس گندی راہ پر لگاتا ہے۔ ایک دن ایسا آتا ہے کہ نشئی اپنی زندگی کو اپنے ہی ہاتھوں سے ختم کر لیتا ہے۔ اس لئے سرکار مدینہؐ نے فرمایا "ہر نشہ آور چیز حرام ہے"

بدن کا حوض

عن ابی ہریرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المعدۃ حوض البدن والعروق الیھا وار دۃ فاذا صحت المعدۃ صدرت العروق بالصحتہ واذا فسدت المعدۃ صدرت العروق بالسقم

(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۰۰ لائن ۱۰)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" معدہ بدن کے لئے حوض کی مانند ہے۔ رگیں معدہ کی طرف آنے والی ہیں اگر معدہ تندرست ہو رگیں تندرستی لیکر جاتی ہیں اور اگر معدہ فاسد ہو تو رگیں بیماری لے کر واپس آتی ہیں "

معدہ

معدہ مشک کی شکل کا ایک عضو ہے۔ جس میں کھائی ہوئی غذا ہضم ہوتی ہے۔ سخت چیز کو پہلے دانت کاٹتے ہیں اور داڑھیں پیستی ہیں اور لعاب دھن ان کے ساتھ شامل ہو کر اسے نرم کر دیتا ہے اور یہ حلق کے سوراخ سے گزرتی ہوئی معدہ میں پہنچتی ہے معدہ کی حرارت اور قوت ہاضمہ تین چار گھنٹوں میں غذا کو تحلیل کر کے کھولے ہوتے ستوؤں کی مانند بنا دیتی ہے۔ جس کو کیلوس کہتے ہیں پھر کیلوس کا صاف اور رقیق حصہ ماساریقا (   ) نامی رگوں کے ذریعے جگر میں پہنچتا ہے۔ وہاں جا کر پکتا ہے اور پکنے کے بعد کھلی کا سودا۔ جھاگ کا صفرا اور عرق کا خون بنتا ہے۔ اور جو خام رہتا ہے اس سے بلغم پیدا ہوتی ہے۔ جو گاڑھا فضلہ معدہ میں رہ گیا تھا وہ معدہ کے نیچے والے سوراخ کے ذریعے Intestine انتڑی میں پہنچتا ہوا پاخانہ کی راہ سے نکل جاتا ہے۔

اس مختصر تشریح سے آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ سلطنت بدن کے قیام میں معدہ کا کتنا زبردست ہاتھ ہے۔ اگر یہ درست نہ ہو گا تو تمام اعضائے بدن معطل اور بیکار ہو جائیں گے۔ آپ جو چیز بھی کھائیں گے وہ سب سے پہلے معدہ کے اندر ہی جائے گی اس لحاظ سے یہ حوض ہوا۔

معدہ ہضم کیوں نہیں ہوتا؟

آپ کسی قسم کا گوشت کھائیں جب وہ معدہ میں جائے گا تو معدہ اسے ہضم کرنے میں لگ جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معدہ خود بھی تو گوشت ہی کا بنا ہوا ہے یہ ہضم کیوں نہیں ہوتا؟ تو اس سوال پر غور کرتے ہوتے یقیناً اللہ کے آگے آپ سرنگوں ہو جائیں گے۔ مرغے کی پوٹ دیکھی ہوگی جب دکاندار اسے صاف کرتا ہے تو اوپر پیلے رنگ کی چربی کی تہہ ہوتی ہے اُسے Lipid کہتے ہیں یہی وہ تہہ ہے جو معدہ کو ہضم نہیں ہونے دیتی

معدہ کی بیماریاں

تبخیرہ معدہ۔ قراقر معدہ، بھوک کی کمی۔ زیادہ ڈکاریں آنا۔ ہیضہ۔ متلی۔ قے۔ سینہ کی جلن۔ نفخ۔ معدہ کا درد۔ قبضی۔ السر۔ وغیرہ

ہم بیمار کیوں ہوتے ہیں؟

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب بھی ہماری صحت بگڑتی ہے تو اس کی وجہ معدے کے فعل کی خرابی ہوتی ہے۔ اور معدہ خراب ہوتا ہے زیادہ کھانے سے۔ ہم اس حوض کو خوب بھر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ معدہ کا کام ہضم کرنا ہے خواہ کچھ بھی ڈال دیں اور جتنا ڈال دیں۔ ہمارا یہ کام ہے ہر وقت معدہ میں جو کچھ ملے گا ڈالتے جائیں گے اور وہ بیچارہ ہر وقت اسے ہضم کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ بتائیں اگر کسی کارخانہ میں

مزدور کام کرتے ہوں آپ ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھوائیں اور ہر وقت کام لیں تو بتائیں کیا ہوگا؟ میں بتاتا ہوں مزدور ہڑتال کردیں گے۔ مل بند ہوجائے گی! یہی حساب معدہ کا ہے۔ اگر آپ اس پر زیادہ بوجھ ڈالیں گے اور مسلسل کام لیں گے تو یہ ہڑتال کردے گا۔ اور آپ کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کردے گا اور جس سے انسانی کارخانہ بند ہوجائے گا۔ پھر دوڑیں گے حکیموں کے پاس ڈاکٹروں کے پاس تعجب کا مقام نہیں

"جس میں غذا ڈالنا تھی وہاں دوا ڈال رہے ہیں"

معدہ درست رکھنے کا اسلامی طریقہ

کھانا کھانے کے لئے تب بیٹھئے جب بھوک لگے۔ آغاز سے پہلے ہاتھ دھولیں۔ پھر جوتے اتار کر ذہن کو تمام تفکرات سے آزاد کر کے بیٹھ جائیے۔ کھاتے ہوئے پریشانی کا دور کرنا ضروری ہے۔ نیویارک کے ڈاکٹر جے بی رائٹس نے معدہ کی ایک مریضہ کا علاج کرتے ہوئے کہا اس کا معدہ ہر وقت کسی نہ کسی بیماری کا شکار اس لئے رہتا ہے کہ یہ ہر وقت خوف میں رہتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کھانے سے قبل تسمیہ پڑھنے کا حکم دیا۔ پڑھوانے کا مقصد یہی تھا کہ اللہ کی طاقت کا خیال آجائے تو فوراً ذہنی تفکرات و پریشانیوں سے نجات پا جائے اگر پریشانی میں کھانا کھائیں گے تو کھانا معدہ میں جائے گا معدہ کو ضرورت ہوگی کہ خون کا عمل اپنی طرف ہو۔ مگر ذہن افسردگی اور غم و پریشانی سے دوچار ہوتا ہے اسے بھی نپٹنے کے لئے خون کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ وہ دماغ کی طرف جاتا ہے اور معدہ اچھے طریقے سے اپنا عمل انجام نہیں دے پاتا اور پریشان آدمی معدہ کے Ulcer کا شکار ہوجاتا ہے۔

کھانا کھاتے ہوئے یہ دھیان رہے کہ کھانا زیادہ گرم نہ ہو۔ ورنہ معدہ ڈھیلا ہوجاتا ہے۔ اور بہت ٹھنڈا نہ ہو ورنہ ہضم کرنے سے پہلے معدہ کو بہت سی حرارت گرم

کرنے کے لئے صرف کرنا پڑتی ہے ۔

لقمہ منہ میں ڈالتے ہی اسے خوب چبائیں ۔ معدہ خراب ہونے کی ایک وجہ " دانت کا کام آنت سے لینا ہے "، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا خوب چبا کر کھاتے تھے ۔ انگریزی مقولہ ہے ۔

Drink your meals eat your water یعنی کھانے کی چیزوں کو یوں چباؤ کہ وہ سیال ہو کر خود بخود حلق سے اتر جائیں اور پینے کی چیز کو آہستہ آہستہ پینا چاہیے ۔ آسان طریقہ ہے ایک لقمے کو بتیس مرتبہ چبائیں آپ کہیں گے یوں تو بہت ٹائم لگے گا ۔ تو آپ سے کون کہتا ہے کہ آپ کلو گوشت کھائیں اور نقصان اٹھائیں ۔ ڈاکٹر کے پاس جائیں ۔ آپ پاؤ کھائیں خوب چبائیں صحت بڑھائیں فائدہ پائیں ۔ یہ لوگوں کے ذہن میں غلط بات سما گئی ہے ۔

بہت کھا ۔ جان بنا ۔ طاقت زیادہ کھانے میں نہیں غذا کے اچھے طریقے سے ہضم ہونے میں ہے ۔ اور غذا اچھی طرح اسی وقت ہضم ہو سکتی ہے جب معدہ کے تین حصے کریں ۔ ایک میں غذا ایک میں ہوا ایک میں ما ۔ یعنی تھوڑی غذا کھائیں ۔

دوران کھانا پانی کا استعمال نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ اگر آپ کھانے کے دوران زیادہ پانی پئیں گے تو رطوبت زیادہ ہوگی اور غذا بخوبی ہضم نہ ہوگی ۔ ابھی بھوک باقی ہو تو دستر خوان سے اٹھ جائیں ۔ ہاتھ دھوئیں اور کلی کریں ۔

یہ اسلامی طریقہ ہے اس طرح سے آپ کا معدہ کافی حد تک بیماریوں سے محفوظ ہو جائے گا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معدہ کو حوض سے تشبیہ دی ہے حوض کو صاف کرنا ضروری ہوتا ہے ۔ ورنہ متعفن ہو جاتا ہے ۔ اس کو صاف کرنے کے لئے ، بہترین طریقہ روزہ رکھنا ہے ۔ ہر ماہ اگر آپ ایام بیض کے روزے رکھیں تو معدہ کی بیماریوں سے کافی حد تک بچ جائیں گے ۔

معراج نظریہ اضافیت کی روشنی میں

عن قتادہ عن انس بن مالک بن صعصہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثھم عن لیلتہ اسری بہ ...... ثم اتیت بدآبتہ دون البغل فوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ....

(مشکوۃ شریف صفحہ ۵۲۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسری کے متعلق فرمایا... "پھر ایک سواری لائی گئی۔ خچر سے چھوٹی گدھے سے بڑی رنگ سفید۔ نام براق جدھر نظر کی انتہا ہوتی وہاں وہ پاؤں رکھتی۔

معراج اور سائنس

معراج کے متعلق قرآن مجید میں پندرھویں پارے کے آغاز میں فرمایا" پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک"

آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوگیا کہ معراج "لیلا" رات کو ہوئی اور ساری رات نہیں ہوئی رات کے کچھ حصہ میں ہوئی۔ قرآن نے پندرھویں پارے میں فرشی معراج کا ذکر کیا اور سورہ نجم میں عرشی معراج کا ذکر کیا۔ مشکواۃ شریف کے صفحہ ۵۲۹ کی لائن ۲ پہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنھا فرماتے ہیں۔

لما اسری برسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم انتھی بہ الی سدرۃ المنتھی - وھی فی السماء السادستہ---الخ

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو سدرۃ المنتہیٰ تک گئے۔ اور یہ چھٹے

آسمان پہ ہے" اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ حضور آگے گئے ہی نہیں۔ یہ اس سفر کی انتہی کا ذکر کیا جارہا ہے جو براق پہ ہوا۔ کوئی دنیاوی شے آگے نہیں جاسکتی۔ اس لئے اسے منتہی کہتے ہیں۔ آپ اگر واقعہ معراج کو تفصیل سے پڑھیں تو معلوم ہو جائے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کہاں تشریف لے گئے۔ کیونکہ واپسی پر جیسا جیسا آدمی تھا اسکو ویسی ہی بات بتائی۔ آپ اگر لندن جائیں جب واپس آئیں گے تو کیا ہر ملنے والے کو تمام روائیداد بتائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ عام آدمی ملے گا تو پوچھے گا کدھر گئے تھے آپ اتنا ہی کہو گے "یار لندن گیا تھا" اب جوں جوں زیادہ تعلق والا ملے گا تو تفصیل بڑھتی جائے گی باپ پوچھے گا کچھ بتاؤ گے۔ بھائی پوچھے گا سفر کی کوئی بات بتاؤ گے۔ بیوی پوچھے گی اسے اور طرح سے بتاؤ گے۔ اس لئے سفر معراج کی روئیداد آپکو مختلف ملتی ہے۔ میں نے واقعہ معراج نہیں سنانا۔ چند سائنسی توجیہات کی طرف توجہ مبذول کروانی ہے۔

سفر سے پہلے شق صدر کا مطلب؟

فشق ما بین هذه الی بذه یعنی من ثغرة نحره الی شعرته فاستخرج قلبی ثم اتیت بطشت من ذهب مملو ایمانا فغسل قلبی ثم خشی ثم اعید ---- ثم ملئی ایمانا وحکمته----الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک جبرائیل علیہ السلام نے چاک کیا۔ دل نکالا سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا۔ دل دھویا گیا پھر لوٹایا گیا پھر ایمان و حکمت سے بھر گیا۔

جب بچپن میں شق صدر ہو چکا تھا اب پھر کیوں ضرورت پڑی؟ کیا عین ایمان میں بھی ایمان بھرتا ہے؟ حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر معراج سے پہلے میرا سینہ چاک کیا دل نکالا گیا۔ ایمان اور حکمت سے بھرا۔ یہ ایک بڑے سائنسی پہلو کی

طرف اشارہ کرتا ہے۔

انیسویں صدی میں امریکہ اور روس چاند پر گئے۔ زمین کے مدار سے نکل کر چاند پر گئے۔ لیکن کمال مصطفیٰؐ ملاحظہ ہو آپ مکاں سے لامکاں تک گئے لیکن خلانوردوں کے لئے دو سو پونڈ وزنی لباس بنوایا گیا۔ ہزاروں ٹن وزنی خلائی شٹل میں بیٹھایا گیا اور رفتار بیس ہزار میل فی گھنٹہ اس بات کی آپ کو خبر ہے جب اپالو واپس آیا تھا تو زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی اس کی رفتار اتالیس ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ ہو گئی تھی تو راکٹ کے باہر کی باڈی کا درجہ حرارت چھ ہزار ڈگری فارن ہائیٹ ہو گیا تھا جبکہ سو ڈگری پہ پانی ابلتا ہے۔ اس لئے ان کو مخصوص لباس پہناتے ہیں جسے ملٹی لیئر کہا جاتا ہے۔ اور بند گاڑی میں بیٹھاتے ہیں کہ وہ ایئر فریکشن سے محفوظ ہو جائیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کائنات کی سیر کے لئے نکلے تو بند گاڑی نہ تھی اور نہ کوئی مخصوص لباس تھا اور گاڑی کی رفتار ۱۸۶۰۰۰ کلومیٹر فی سیکنڈ تھی۔ بتائیے اس رفتار سے چلنے والا کوئی لوہا محفوظ ہو گا؟ جب لوہا پگھل جاتا ہے تو گوشت کا کیا عالم ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا اور دل دھویا اور نور ایمان سے بھرا اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ یارسول اللہ آپ کو بہت تیزی سے سفر کرنا ہے ایئر فریکشن کا خطرہ ہے ہم دل میں ایمان اور حکمت بھر رہے ہیں۔ جب سواری چلے تو خود کو ایک دم لباس نور میں بدل لینا۔

براق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا نام براق تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ تک آپ اسی سواری پر رہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں رات کے تھوڑے سے حصے میں ساری کائنات کا سفر ممکن نہیں ہے۔

آئن سٹائن کے نظریہ اضافت نے بھی ثابت کردیا ہے کہ اگر بجلی کی رفتار سے

سفر کیا جائے تو آدمی بہت جلد پھر کے واپس آ سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اپنی سواری کی ہیت بھی بتادی۔ رفتار بھی بتادی اور نام بھی بتادیا۔

بتایا اس کا رنگ سفید۔ نام براق۔ براق برق سے نکلا ہے۔ برق Electricity کو کہتے ہیں۔ اور بجلی کی رفتار ہے۔ 186000 کلومیٹر فی سیکنڈ۔ آپ کی سواری کی یہی رفتار تھی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **یضع خطوہ عنداقصی طرفہ** جدھر نظر ادھر قدم یہ بجلی کی ہی رفتار ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ بجلی کی رفتار سے گئے۔ یعنی بجلی پر بیٹھ کر گئے۔ اور سدرہ سے آگے اس سے بھی تیز رفتار سواریاں ملتی ہیں۔ نظریہ اضافیت یہ ہے کہ کسی مادی شے کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر نہیں ہو سکتی۔ لیکن قربان جائیں اللہ تعالیٰ نے ایک جانور جنتی جانور کو بجلی کی رفتار عطا کردی۔ اس رفتار سے چاند پر جاتے ہوئے ایک منٹ اور ۲۹ سیکنڈ لگتے ہیں۔ اور سورج پہ جاتے ہوئے ۸ منٹ اور ۲۰ سیکنڈ نظریہ اضافت کے مطابق ممکن ہے کہ ایک سسٹم کا قلیل وقت کسی دوسرے سسٹم کے طویل وقت کے برابر ہو۔ تو ٹھیک ہے۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک پل میں سرِ عرش گئے آئے محمد

دنیا کا قلیل وقت اوپر کے طویل وقت کے برابر ہوگیا۔ یہاں رات کے حصے گزرے وہاں ۱۸ سال گزر گئے۔

اسے فزکس کے قاعدے کے مطابق یوں ثابت کرتے ہیں۔

وقت حالت سکون میں = t0
وقت حالت حرکت میں = T
ولاسٹی = V
روشنی کی رفتار = c

$$T = \frac{t_0}{\sqrt{1-\frac{v^2}{c^2}}}$$

اس مساوات میں C روشنی کی رفتار ہے اب اگر آدمی کی رفتار "V" روشنی کی رفتار "C" کے برابر ہو جائے یا قریب ہو جائے یہاں تک کہ $T=\frac{t_o}{\sqrt{1-v^2/c^2}}$ والا جز بہت ہی چھوٹا ہو جائے تو "T_o" یعنی زمین پر وقت حالت سکون کی چھوٹی سی مقدار کے مقابلے میں "T" یعنی معراج کے دوران وقت کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم سیر کر کے آئے اور ابھی صبح ہونے میں چار گھنٹے باقی تھے۔

اس کو حل کر کے اگر لکھنا چاہیں تو کچھ اس طرح ہو گا۔

$$T=\frac{t_o}{\sqrt{1-\frac{V^2}{C^2}}}=\frac{t_o}{\sqrt{1-\frac{185000)}{(186000)^2}}}=\frac{t_o}{\sqrt{1-0.9946}}=\frac{t_o}{\text{infinity}}$$

اگر V اور C کو برابر کر دیں۔ تب بھی جواب Infinity ہو گا اور اگر ایک ہزار کا Difference کر دیں تب بھی جواب یہی ہو گا۔

انگوٹھی

وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لبس خاتم فضة في يمينه فيه فص حبشي كان يجعل فصه مما يلي كفه

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۸ لائن ۱۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ (کی چھنگلی کے ساتھ والی انگلی) میں پہنتے اسی میں حبشی نگینہ ہوتا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے۔

انگوٹھی

انگوٹھی ہاتھ کو خوبصورت بناتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی ڈالی اور بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی ڈالی

ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۶۸ لائن ۹ پہ ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے"

مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۸ لائن ۱۶ پہ ہے کہ

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یسارہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے"

دونوں ہاتھوں میں سے کسی میں بھی انگوٹھی ڈال لیں البتہ بائیں میں افضل ہے۔

کونسی انگلی میں؟

اب یہ سوال ہے کہ انگوٹھی کونسی انگلی میں ڈالیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنگلی میں بھی ڈالی ہے۔ اور چھنگلیا کی ساتھ والی انگلی میں بھی ڈالی ہے۔ لڑکی کو منگنی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ کی اسی انگلی میں ہی ڈالتے ہیں وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس انگلی کی رگ دل تک جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

درمیان والی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے

آجکل تو عجیب فیشن آگیا ہے کہ چاروں انگلیوں میں انگوٹھیاں عورتیں پہنتی ہیں۔ بلکہ پاؤں کی انگلیوں میں بھی پہنتی ہیں۔ عورتیں تو عورتیں ہیں مرد حضرات بھی درمیان والی انگلی میں پہنتے ہیں۔ ایک وقت میں صرف ایک انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے۔ وہ بھی صرف چاندی کی اور وزن صرف ساڑھے تین ماشے۔

حبشی نگینہ

حدیث مبارکہ میں فص حبشی کا لفظ آیا ہے اس کی تشریح میں مختلف اقوال آئے ہیں۔

۱۔ یہ نگینہ بنانے والا حبشی تھا

۲۔ یہ نگینہ حبشہ سے آیا تھا۔

۳۔ یہ "نگینہ حبشی" عقیق کی ایک قسم ہے۔

۴۔ رنگ کی وجہ سے حبشی (کالا) کہہ دیا۔

۵۔ یا بنا ہی حبشہ سے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیق پہنا اس کے اندر بھی بڑی حکمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر چاندی کا ہی نگینہ بنوایا پھر چاندی کی انگوٹھی میں حبشی پتھر نگینہ لگا کر استعمال فرمایا۔ آیئے جدید روشنی میں اس حدیث کا جائزہ

لیتے ہیں۔

انگوٹھیوں میں جو قیمتی پتھر جڑے ہوتے ہیں ان پر جب سورج کی روشنی پڑتی ہے تو یہ پتھر روشنی میں Dis persion of Light کا باعث بن جاتے ہیں۔

ماہرین نفسیات کے مطابق اگر نفسیاتی مریضوں کو مختلف رنگوں سے متعارف کروایا جائے تو ان کے ذہنی رجحان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو آگے چل کر ان کے علاج میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ گلابی رنگ استعمال کرنے والے لوگ شوقین مزاج۔ دردمند اور محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔

۲۔ میرون (Maroon) رنگ استعمال کرنے والے جذباتی ہوتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمام وقت دوستوں کے جھرمٹ میں گزرے

۳۔ نارنگی رنگ پسند کرنے والے لوگ منظم اصول پرست ہوتے ہیں۔

۴۔ بھورا اور براؤن رنگ پسند کرنے والے ہمدرد سخی اور ایماندار ہوتے ہیں۔

۵۔ جو لوگ پیلا رنگ پسند کرتے ہیں وہ سوشل اور ملنسار ہوتے ہیں

۶۔ انگوری اور سبز رنگ وہ لوگ پسند کرتے ہیں جو خیر اندیش اور مدبر ہوتے ہیں۔

۷۔ آسمانی رنگ ان لوگوں کو اچھا لگتا ہے جو تخیل پسند ہوتے ہیں اور نقاد ہوتے ہیں۔

۸۔ نیلا رنگ ذہانت اور ذمہ داری کی علامت ہے۔

۹۔ کانسی رنگ پسند کرنے والے لوگ نازک مزاج اور حساس ہوتے ہیں۔

۱۰۔ سفید رنگ پاکیزگی، اکیلاپن اور معصومیت کی علامت ہے۔

۱۱۔ سلور کلر۔ رومانوی افراد کی پسند ہے۔

۱۲۔ گولڈن رنگ کامیاب اور اصول پرست لوگ استعمال کرتے ہیں۔

۱۲ ۔ کالا رنگ پسند کرنے والے افراد خود مختار، قواعد و ضوابط کے پابند اور مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک کا نگینہ بھی کالے رنگ کا تھا۔ Hans Jurgen Raabe اپنی کتاب Mystery of Health میں لکھتا ہے کہ

ہر رنگ میں ایک قوت ہوتی ہے اور وہ رنگ جسم پر اثر بھی کرتا ہے۔ جب آپ کوئی پتھر پہنتے ہیں اس پہ روشنی پڑتی ہے تو اس میں رنگ نکل کر پھیلتے ہیں۔

سرخ رنگ جنسی ھارمون پر مثبت اثر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے دلہن سرخ جوڑا پہنتی ہے۔

نارنگی رنگ ہمارے جسم میں موجود Spleen پر۔
پیلا رنگ بصری مرکزیت پر
سبز رنگ دل پر
نیلا رنگ Thyroid Glands
اور آسمانی رنگ دماغ پر مثبت اثر دکھاتا ہے۔

Kans ثابت کرتا ہے کہ رنگوں کی یہ توانائی قیمتی پتھروں کے اندر موجود ہے اور ان سے کسی بیماری کا بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔ پتھروں سے علاج کا طریقہ کافی قدیم ہے۔ اور اسے اب پھر اپنایا جا رہا ہے۔ پتھر کی ایک قسم جو کہ جلنے والا پتھر کہلاتا ہے اس سے الرجی Alergy اور Bronchitis Asthama برانکائٹس استھما کا علاج کیا جاتا ہے۔

ماں

و عن معاویہ بن جاھمتہ ان جاھمتہ جآء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اردت ان اغزو وقد جئت استشیرک فقال ھل لک من ام؟ قال نعم۔ قال ،،فالزمھا فان الجنتہ عند رجلھا

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۲۱ - لائن ۷)

ترجمہ۔ حضرت معاویہ بن جاھمہ سے روایت ہے کہ ان کے والد جاھمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا "یارسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہوں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تیری والدہ ہے" عرض کیا "ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(اس کی خدمت خود پہ) لازم کرلے یقیناً جنت اس کے قدموں تلے ہے"

"Paradise lies under the feet of the mother

جنت ماں کے قدموں تلے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ میں سے ماں کی خدمت پر زیادہ زور دیا ہے۔ مشکواۃ شریف صفحہ ۲۱۸ لائن ۲۳ یہ حدیث مبارک ہے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا "تیری ماں" پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" عرض کی پھر کون؟ فرمایا "تیرا باپ"

ماں اس لئے زیادہ محبت اور اچھے سلوک کی مستحق ہے کہ وہ نو ماہ تک

Intrauterine Life میں بچے کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اس کا بوجھ اٹھاتی ہے۔ اور اس کی پیدائش کے وقت جو ماں کی حالت ہوتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے وہ ناقابل برداشت اور پیدائش کے بعد Extra uterine life میں اسکو دودھ پلاتی ہے اور ایک سال تک بچے کی ایک گوشت کے لوتھڑے سی حالت ہوتی ہے۔ ایک ایک لمحہ اسے ایک چوکیدار محافظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہوں ایک نوکر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام ماں کے علاوہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ باپ بھی نہیں۔ مشکل میں بھی آدمی کو ماں ہی یاد آتی ہے۔ ھائے ماں ہی کہتا ہے۔ ھائے باپ کہتے کم ہی سنا ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کا حق ون تھرڈ رکھا ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ تکلیف بچے کی پیدائش میں ماں ہی کو پہنچتی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مقام عطا نہ کرتے تو عورتیں اس جان کنی سے بچنے کی تدابیر اختیار کرتیں۔ جس طرح یورپین ممالک میں ہو رہا ہے وہ یہ تصور کرتی ہیں کہ بچہ ہماری آزادی کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔ ہمیں ایک جگہ بیٹھنا پڑے گا۔ لیکن اسلام کے اندر عورت اگر تکلیف برداشت کرتی ہے تو بعد میں مرتبہ بھی تو اتنا ہی بڑا دیا جا رہا ہے۔ کہ جنت جیسا ارفع و اعلیٰ مقام اس کے قدموں تلے لاکر رکھ دیا۔ لیکن اس رتبے پر وہ تبھی پہنچے گی جب حلال بچہ جنے گی۔

اور جب تک بچہ ماں کے پاس رہتا ہے کہیں دوسری جگہ نہیں جاتا اسے بالکل مفت اور بغیر محنت کئے کھانا ملتا رہتا ہے۔ آپ غور فرمائیں جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسے بغیر ہاتھ ہلائے خوراک مل رہی ہوتی ہے نہ غم۔ نہ زیادہ نہ کم۔ یہی تو جنت ہے۔ اور بچہ جب تک وہ ماں کی گود میں رہتا ہے تب تک بھی دودھ کے چشمے جاری رہتے ہیں۔ اور جونہی وہ گود چھوڑتا ہے اور دھیان اور طرف کرتا ہے تو مشکل میں پڑتا جاتا ہے۔

آئیے اسے سائنس کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

Embryology کے مطابق Female Uterus میں جنین Sperm اور Ovum کے ملاپ سے بنتا ہے۔ ملاپ یعنی Fertilization کے دوران سپرم سے Nucleus ہی بیضہ میں داخل ہوتا ہے۔ یعنی خلیہ میں D.N.A کے علاوہ باقی تمام حصے Cellular Organellae ماں کی طرف سے آتے ہیں۔ انہی میں سے ایک مائی ٹوکونڈریا Mitochondria بھی ہے۔

Mitochondria خلیے کا وہ حصہ ہے جو خلیے کی تمام توانائی ایک مادہ جیسے ایڈینوسین ٹرائی فاسفیٹ Adenosine Triphosphate کہتے ہیں کی صورت میں فراہم کرتا ہے۔ دیکھا جائے تو یہ توانائی ہمارے جسم میں ہونے والے ہر کام کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ ہمارے جسم کے ہر حصے میں حتیٰ کہ آرام کی حالت میں بھی جو توڑ پھوڑ کا عمل یعنی Basal Metabolism ہو رہا ہے۔ اور جسکی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ وہ ساری توانائی مائی ٹوکونڈریا مہیا کرتا ہے۔ ہمارے جسم کے اندر ہماری طاقت اور مضبوطی Muscles پٹھوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان کو بھی توانائی مائیٹوکونڈریا ہی سے آتی ہے۔

مائی ٹوکونڈریا آتا کدھر سے ہے؟ باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے؟ مائی ٹو کونڈریا ماں اور باپ کے نطفہ کے ملنے کے وقت Ovum سے آتا ہے جو کہ ماں کی طرف سے مہیا ہوتا ہے۔ لہذا ہماری ذہنی صلاحیتیں اور توانائیاں Maternal Gift ہیں۔
مائی ٹوکونڈریا نہ ہو تو جسم خراب، توانائی سلب، ذہنی صلاحیتیں مفقود، تو پھر بولتے کیوں نہیں۔ جنت ماں کے پاس ہے۔ اور ماں کا زیادہ حصہ ہے باپ سے خدمت کے لحاظ سے۔

سبحان اللہ یارسول اللہ آپ ہی سپر مین ان دی ورلڈ ہیں

جنت ایک پر سکون جگہ کا نام ہے بچے کو سکون ماں کے قریب جانے ہی سے ملتا ہے ایک ریسرچ ملاحظہ کیجیے۔ انیسویں صدی کی دوسری دھائی میں عزرا کورنیل نے اپنی تمام جمع پونجی لگا کر نیویارک میں کورنیل یونیورسٹی بنائی اس میں ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا۔ اس میں صرف شیر خوار اور تازہ پیدا ہونے والے بچوں پر تحقیق کی جاتی تھی۔ بچوں کے متعلق کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر اس ادارے نے تحقیق نہ کی ہو۔ پوری دنیا میں بچوں کے متعلق اس ادارے کی تحقیق کو اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ تحقیق کا یہ عالم ہے کہ بچوں کے بنے ہوتے سائین بورڈ پر بھی اسی انسٹی ٹیوٹ نے تحقیق کی۔ بیسویں صدی کی پہلی دھائی میں اس ادارے کے محققین نے دنیا کے عجائب گھروں میں پائے جانے والے نومولود بچوں کے متعلق سائن بورڈ دیکھے تو انہیں پتہ چلا کہ ۴۶۶ سائین بورڈز میں سے ۳۷۳ بورڈز میں ماؤں نے اپنے بچوں کو بائیں جانب بغل میں لیا ہوا ہے۔

اس بات کو دیکھ کر محققین نے تحقیق شروع کی کہ وجہ کیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو بائیں جانب کیوں رکھتی ہیں؟ ڈاکٹر لی سالک نے یہ سوال متعدد ماؤں سے کیا کہ وہ اپنے بچوں کو بائیں بغل میں کیوں لیتی ہیں۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکی۔ پھر انہوں نے اپنے ادارے میں "بائیں جانب سے بچے کا تعلق" کے موضوع پر ریسرچ کی وہ ملاحظہ ہو۔

پیدائش کے بعد پہلے دنوں میں نومولود جب ماں کی بائیں جانب سوتا ہے تو اسے دائیں جانب سونے کی نسبت زیادہ آرام ملتا ہے۔ اگر اسے دائیں طرف سلایا جائے تو جلد ہی جاگ اٹھتا ہے اور رونے لگتا ہے۔

ہولوگرافی کی ایجاد کے بعد تحقیقی مرکز کے ڈاکٹروں نے ہولوگرافی کے ذریعے ماں کے پیٹ میں جنین کی تصویر لی انہوں نے دیکھا کہ ماں کے دل کی دھڑکن کی آوازوں کی

لہریں جو تمام بدن میں پھیلتی ہیں جنین کے کانوں تک پہنچتی ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹروں نے یہ معلوم کیا کہ دل کی دھڑکنوں کو اگر روک دیا جائے تو پیٹ میں بچے پر کیا اثر پڑے گا۔؟ انسان پر تو تجربہ مناسب نہ تھا۔ چنانچہ دودھ پلانے والے جانوروں پر تجربہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ جب مادہ کے دل کی دھڑکن کو روکا جاتا ہے تو پیٹ میں جنین کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نتیجہ نکالا گیا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہی دل کی دھڑکن سننے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ ماں کے دل کی دھڑکنوں کا بچے کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ دھڑکن رک جائے تو بچہ ماں کے پیٹ ہی میں بھوک سے مر جائے۔ کیونکہ دل سے نکلنے والی ایک بڑی شریان جنین کو خون پہنچاتی ہے جو اس کی غذا بنتا ہے اور جب ماں کا دل بند ہو جائے گا تو غذا کی ترسیل رک جائے گی وہ مر جائے گا۔

«بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے جہاں غذا ملے۔ نہ غم ہو نہ ڈر اسے جنت ہی تو کہتے ہیں آپ بتائیں کیا بچے کو یہ تمام آسائشیں ماں کے پیٹ میں نہیں ملتیں؟ ملتی ہیں۔۔۔۔۔ پھر ماں بچے کے لئے جنت ہوئی ناں؟»

ماں کے دل کے دھڑکن سننے کی جو عادت بچے کو پیدائش سے پہلے ہوتی ہے۔ وہ اس میں اس قدر نفوذ کر جاتی ہیں کہ بچہ پیدائش کے بعد اگر ان دھڑکنوں کو نہ سنے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ بچہ ان دھڑکنوں کی بخوبی پہچان رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے جس وقت بچہ ماں کے بائیں جانب ہوتا ہے دل کی دھڑکنوں کو سن کر پُرسکون رہتا ہے۔ اس لئے کورنیل یونیورسٹی کے جس شعبہ میں نومولود بچے ہوتے ہیں وہاں پر ایک مشین رکھی ہے جس سے ماں کے دل کی دھڑکنوں جیسی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز ایک ریسور کے ذریعے ہر بچے کے کان تک پہنچائی جاتی ہے بالغ انسان چاہے مرد ہو یا عورت عموماً اس کا دل ایک منٹ میں ۷۲ مرتبہ دھڑکتا ہے۔ کورنیل یونیورسٹی سے وابستہ تحقیقی انسٹی

ٹیوٹ میں قائم شیر خوار بچوں کی پرورش کے مراکز میں ایک منٹ میں دھڑکنیں ۷۲ سے ۱۰۰ کی گئیں تو تمام بچے رونے لگ گئے۔

پھر چند بچوں پر ایک اور تجربہ کیا گیا دونوں کمروں میں چند بچے رکھے گئے۔ ایک کمرے میں ماں کے دل کی مصنوعی دھڑکنیں سنائیں گئیں مگر دوسرے کمرے میں ایسا نہ کیا گیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ جن بچوں کو دھڑکنیں سنائی گئیں تھیں انہیں زیادہ بھوک لگی بنسبت دوسروں کے۔

پھر ایک اور تجربہ کیا گیا کہ یہ مصنوعی دھڑکنیں ماں کے دل کی دھڑکنوں جیسی ہونی چاہیے زیادہ شدید ہوں تو پھر بھی بچے پریشان ہوتے ہیں۔

کیا اب بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ ماں بچے کے لئے جنت ہے؟ تو پھر بولو

Super Man In The World is Only Hazrat Muhammad (P.B.U.H)

نظر بد اور تعویذ

۲۱ - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، لا رقیتہ الا من عین او حمتہ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۹۰ لائن نمبر ۳ ابن ماجہ صفحہ ۲۵۹ لائن نمبر ۱۳)

"منتر / تعویذ کی اجازت نہیں مگر نظر بد یا بچھو کے کاٹے پر"

تعویذ کرنا

عربی زبان کے اندر جھاڑ پھونک تعویذ، منتر کرنے کو "رقی ۃ" کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دم کرنے کی اجازت دی ہے مشکوۃ شریف صفحہ ۳۸۸ لائن نمبر ۲ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۵۹ لائن ۲۰ پر حدیث مبارکہ ہے ۔ رخص فی الرقیتہ من الحمتہ والعین والنملۃ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی دم کرنے کی۔ تعویذ کرنے کی بچھو کاٹ لے۔ نظر لگ جاتے ۔ پہلو کے زخم (پھنسیوں وغیرہ) میں۔

پھونک میں اثر ہوتا ہے کہ نہیں اس پر تفصیل سے میں حدیث نمبر ۱۴ پہ گفتگو کر آیا ہوں ۔ یہاں رقیہ کے دوسرے معنی "تعویذ" پر تھوڑی سے گفتگو کرنا ہے۔

پادری لیڈ ربیٹر فرماتے ہیں

A Talisman or an amulet strongly charged with magnetism for a particular purpose. Some one who possesses strong magnetic power may be of invaluable help.

ایک تعویذ یا منتر جس میں کوئی زبردست مقناطیسی شخصیت کسی خاص مقصد کے

لئے مقناطیسی طاقت بھر دے۔ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا تعویز لکھتے ہوئے کہ اس کے اندر ہندسے ہوتے ہیں۔ وہ لکھ کر مریض کو دے دیئے جاتے ہیں جاؤ۔ یہ باندھ لینا لٹکا دینا۔ حقیقت میں یہ مخصوص نمبرز ہیں جنکے لکھنے سے متعلقہ موکل فوراً پہنچ جاتے ہیں اور اللہ کی رضا سے وہاں سے مصیبت کو ہٹا دیتے ہیں جو انسان کو نظر نہیں آ رہی ہوتی۔

وہی سسٹم ہے جو وائرلیس میں ہوتا ہے۔ آپ مخصوص نمبر ملاتے ہیں فوراً متعلقہ بندے سے بات ہو جاتی ہے اسی طرح تعویز کے اندر مخصوص بات کے لئے مخصوص نمبرز ہوتے ہیں جو جہاں ہوتے ہیں وہ موکل ادھر پہنچ جاتے ہیں اور کام شروع کر دیتے ہیں۔

یہ بات یاد رہے یہ موکل لکھنے والے کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک کا لکھا ہوا تعویز کام نہیں کرتا۔

الفاظ اپنا ایک اثر رکھتے ہیں۔ پیرا سائیکالوجی (Para Psychology) کے ایک ماہر پروفیسر پیرل ماسٹر کے مطابق نام زندگی پر اس حد تک اثر انداز ہوتے ہیں کہ الفاظ کا ترجمہ انسانی شخصیت کے نکھار یا بگاڑ کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے لفظ رحیم اور پرویز کا موازنہ کیا تو لفظ رحیم سے سبز اور سفید روشنی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ جبکہ لفظ پرویز میں سے Black اور Dark Brown روشنی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

یہ روشنی بدن سے نکلتی ہے۔ ماہرین روحانیات Spiritualists کے ہاں ہر حرف کا ایک خاص رنگ اور اس میں ایک خاص طاقت ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۱۹ پڑھیں) غیب بینوں (Clairvoyants) نے حروف کو لکھ کر تیسری آنکھ سے دیکھا تو انہیں الف کا رنگ سرخ ب کا نیلا۔ د کا سبز اور س کا رنگ زرد نظر آیا۔ پھر انکے اثرات کا جائزہ لیا تو بعض الفاظ کے پڑھنے سے بیماریاں جاتی رہیں الفاظ طاقت کا

خزانہ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

My words are life to these that find them and health to all their flesh

میرے الفاظ میرے ماننے والوں کے لئے زندگی اور انکے اجسام کے لئے صحت ہیں۔

اللہ پاک نے بھی تو ایک لفظ ہی بولا تھا۔

By the word of Lord were the heavens made"

"اللہ کے ایک لفظ سے آسمان پیدا ہوئے"

الہامی الفاظ Highly Energized ہوتے ہیں۔

The master and the path کے مصنف لیڈ بیٹر فرماتے ہیں۔

Each word as it is uttered makes a little form in etheric matter

"ہر لفظ ایتھر میں ایک خاص شکل اختیار کر لیتا ہے"

Astrologist ڈاکٹر لیول پاؤل کہتے ہیں۔

"مسلمانوں کی الہامی کتاب الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک خاص انرجی کا پیٹرن ہے اس کی طاقت نہ صرف پڑھنے والے میں منتقل ہوتی ہے بلکہ قریب بیٹھنے والوں کو بھی گھیر لیتی ہے"

نظر بد

ہماری گفتگو دو الفاظ پر تھی۔ تعویز اور نظر بد نظر لگنا ہم اکثر استعمال کرتے ہیں کہ فلاں بچے کو نظر لگ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

العین حق (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۵۸)

"واقعی نظر لگتی ہے"

وعن عائشہ قالت امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسترقی من العین

(بخاری۔ مسلم۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۳۸۸۔ لائن نمبر ۳)

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ "ہم نظر بد کے لئے تعویز کروائیں"

مخفی علوم میں سے ایک علم Parapsychology کے نام سے سامنے آتا ہے۔ اس علم کے ماہرین فرماتے ہیں کہ ہر انسان کی آنکھ سے کچھ غیر مری شعاعیں ہمہ وقت نکلتی رہتی ہیں ان کی نوعیت مثبت اور منفی دونوں ہو سکتی ہے یہ شعاعیں جلد میں موجود مسامات کے ذریعے انسانی جسم میں جذب ہو جاتی ہیں۔

منفی شعاع ہوگی تو جسم کو نقصان پہنچائے گی۔ مثبت ہوگی تو تعمیر جسم کا باعث بنے گی۔ ڈاکٹر کرنگٹن کہتے ہیں کہ انسانی باڈی سے مثبت اور منفی لہروں کا خروج ہوتا ہے وہ اس لہر کو Aura کا نام دیتے ہیں اور فرماتے ہیں

Aura Is an invisible magnetic radiation from the human body which either attracts or repels.

ترجمہ: "اورا" وہ غیر مری مقناطیسی روشنی ہے جو انسانی جسم سے خارج ہوتی ہے۔ یہ یا تو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے یا پرے دھکیلتی ہے"

منفی سوچ و کردار والے آدمی کی شعاعیں دوسرے جسم کو نقصان پہنچاتی ہیں ڈاکٹر نکلسن ڈیویز جو علم روحانیات میں ایک مستند حیثیت رکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں نگاہیں جہاں جہاں پڑتی ہیں وہیں جمتی ہیں پھر ان کا اچھا یا برا اثر اعصاب دماغ اور ہارمونز پر پڑتا ہے۔

نظر میں کتنا اثر ہوتا ہے اس کی ایک ایک مثال سنتے جائیں آپ کو یقین ہو جائے کہ

نظر بڑا اثر رکھتی ہے۔

ترکی کے ڈاکٹر حلوک نور باقی Radiobiology Specialist ہیں اپنے موضوع

"The situation of those in the heavens and on the earth at the resurrection"

میں فرماتے ہیں کہ ایک خاص قسم کے کچھوے ہیں جو انڈے دینے کے بعد اکیس دن ان کو گھورتے ہیں ان کی آنکھوں سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جو انڈوں کو پکاتی ہیں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔

کچھوے کی آنکھ میں اثر ہو سکتا ہے تو انسان کی آنکھ میں اثر نہیں ہو سکتا؟

ڈاکٹر الیگزینڈر کانن (Dr.: Alexander Canon) اپنی کتاب The "Invisible Influence" کے صفحہ ۵۱۔ ۵۲ پر فرماتے ہیں۔

ناگ اپنے شکار پر اچانک حملہ نہیں کرتا بلکہ اس کے قریب آ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتا ہے پھر سر کو اس انداز سے ہلاتا ہے کہ شکار چپاتاتر ڈھو کر رہ جاتا ہے"

یعنی سانپ کی آنکھوں سے ایسی شعاعوں کا خروج ہوتا ہے کہ شکار ایک دم جام ہو جاتا ہے۔

ہر چیز سے لہریں نکلتی ہیں اسی طرح بندے سے بھی مقناطیسی لہروں کا خروج ہوتا ہے۔

Like the earth man also has magnetic vibrations which produce different impressions in different cases.

ڈاکٹر الیگزینڈر فرماتے ہیں کہ

"زمین کی طرح انسان کی ہستی بھی مقناطیسی لہریں خارج کرتی ہے جن کا اثر مختلف حالات میں مختلف ہوتا ہے"

اگر لہریں نیک آدمی سے نکلیں جن کے خیالات و اعمال پاک ہیں تو وہ دوسروں میں محبت پیدا کریں گی۔

خلاصہ

میرا اتنے سارے دلائل دینے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ جان جائیں ہر شے سے لہریں یا شعاعیں نکلتی ہیں اور وہ اثر بھی رکھتی ہیں اسی طرح آدمی بھی کسی چیز کو دیکھے تو دوسرے جسم پر اثر ہوتا ہے برے آدمی کی نظر بد سے بچنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تعویز کرواؤ۔ آج ۱۴۱۴ سال بعد تحقیق ہوئی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی ساری تحقیق کو دو لفظوں میں بند کر دیا "نظر لگتی ہے بچنے کے لئے تعویز کرواؤ"

ایک جگہ بیٹھ کے دور کی چیز کو دیکھنا

ایک جگہ بیٹھ کر ہر جگہ نظر آنا

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۵۳۰ لائن ۴)

ترجمہ " جب قریش نے میرے واقعہ معراج کو جھٹلایا تو میں (میزاب رحمت) پتھر کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ تو میں نے کھڑے ہو کر جو وہ پوچھتے تھے سب کچھ بتا دیا اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا"

ایک جگہ بیٹھ کر سینکڑوں میل دور کی چیز دیکھنا

انبیاء کرام سائنسی۔ فکری او تمدنی لحاظ سے دنیا سے۔ بہت بلند ہوتے ہیں۔ جن ایجادات سے لوگ اب فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ایک کارنامہ سمجھتے ہیں انبیاء کرام انکو بہت پہلے۔ بہت سادہ طریقے سے استعمال کر کے دیکھا چکے ہیں۔

بحری جہاز اب بنے ہیں لیکن نوح علیہ السلام نے یہ سب سے پہلے بنا کر دیکھایا ہر چیز ڈوب گئی تھی مگر وہ جہاز نہ ڈوبا تھا اور پانچ ماہ تک مسلسل پانی پر چلتا رہا۔

ہوائی جہاز اب بنا ہے اسکو اڑانے کے لئے پٹرول وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سلیمان علیہ السلام اپنے تخت کو بغیر پٹرول کے اڑاتے تھے۔

آج سری لنکا امریکہ و برطانیہ کے ڈاکٹر اپریشن کے ذریعے نابینا کو بینا کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ہاتھ لگا کر اندھوں کو ٹھیک کر دیا کرتے تھے۔

آج وائرلیس ایجاد ہوتی ہے بغیر تار کے دور دراز کے پیغامات آپ سن لیتے ہیں یہ انبیاء سے جو گفتگو ہوتی ہے موسیٰ جو کوہ طور پر باتیں کرتے تھے وائرلیس سسٹم ہی تو ہے۔

آج ریڈار ایجاد ہو چکا ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے یہ طاقتور لہریں خارج کرتا ہے وہ جس جس چیز سے ٹکراتی ہیں تو واپس آکر سکرین پر اس کی تصویر بنا دیتی ہیں۔ یہی حال اولیاء و انبیاء کے دماغ کا ہوتا ہے انکے دماغ سے زبردست لہروں کا خروج ہوتا ہے وہ جب مطلوبہ جگہ سے ٹکراتی ہیں تو اس کی تصویر اللہ کے نبی ولی کی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اسی طرح جب قریش مکہ نے پوچھا کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گیا ہوں۔ بیت المقدس قریش کے چند لوگوں نے دیکھا تھا وہ جانتے تھے کہ چالیس دن پیدل سفر ہے ایک رات کے تھوڑے حصے میں جانا اور آنا ناممکن ہے۔ انہوں نے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنی شروع کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے اور تمام نشانیاں بتاتے گئے۔ بالکل وہی ریڈار سسٹم۔

سیٹلائیٹ نے اس حدیث مبارکہ کی اور تائید کر دی ہے۔ آج سیٹلائیٹ کی وجہ سے اتنی ترقی ہو گئی ہے کہ آپ پاکستان میں بیٹھے ہیں تو امریکہ میں وائیٹ ہاؤس کو سٹیلائیٹ کے ذریعے یوں دیکھ سکتے ہیں جیسے آپ پاکستان میں نہیں بلکہ امریکہ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

یہ تمام کا تمام طاقتور لہروں کا کمال ہے۔ جنہیں سکرین Receive کر کے دیکھاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء بھی ایک جگہ بیٹھ کر دوسرے علاقے کو اسی طرح دیکھ لیتے ہیں ہم انسان کو آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن انبیاء و اولیاء کو آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سیٹلائٹ کی مدد سے ہم دور دراز ہونے والے مذاکرات دیکھتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم وہاں خود بنفس نفیس موجود ہیں۔ سیاروں ستاروں کے علاوہ زمین میں پوشیدہ معدنیات تک دیکھ سکتے ہیں۔ حال ہی میں امریکی جاسوسی سٹیلائٹ نے بوسنیا کے چند علاقوں کی تصاویر اتاری ہیں اور انکشاف کیا ہے کہ یہ تصاویر بوسنیائی مسلمانوں کی مشترکہ قبروں کی ہیں۔

Alvin toffler (Third war اور Future shock) کا مصنف) کہتا ہے کہ Satellite ایسی تصاویر اتارتے ہیں جن کی تفصیل دس سے لے کر تیس میٹر تک ہوتی ہے۔ اور Key hole satellite کی مدد سے گاڑی کی نمبر پلیٹ تو نہیں پڑھی جا سکتی البتہ عام اور فوجی گاڑیوں میں تمیز کی جا سکتی ہے اس کی صلاحیت Infra Red Rays کی مدد سے بہتر کی جا سکتی ہے"

آج یہ سائنس کی بدولت ممکن ہوا ہے کہ ایک آدمی ایک مقام پر کھڑے ہو کر دوسرے مقام کو دیکھ سکتا ہے۔ وثوق سے بات کر سکتا ہے اسی چیز کا مظاہرہ ہمارے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا کیا ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز مقامات کو واقعات کو دیکھا اور اس کی متعلق وثوق سے گفتگو فرمائی اور وہ سچی تھی۔ محمد مختار شاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرمین ان دی ورلڈ اس لئے تو کہتا ہے کہ سائنسدان دوسری جگہ کو سٹلائیٹ کے ذریعے دیکھتے ہیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر آلات کے دیکھتے ہیں اور صرف اس دنیا کو ہی نہیں بلکہ اگلے جہان یعنی قیامت تک کو دیکھ لیتے ہیں۔ ہوئے ناں سپرمین؟

اب چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز دیکھا اور خبر دی۔

۱۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۰۶ لائن ۳ پہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں

قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سفر فلما کان قرب المدینہ حاجت ریح تکاد

ان تدفن الراکب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت ھذہ الریح لموت منافق فقدم المدینۃ فاذا عظیم من المنافقین قدمات

" حضور صلی اللہ علیہ وسلم (غزوہ بنی مصطلق) سے واپس آرہے تھے۔ مدینہ کے قریب پہنچے تو سخت ہوا چلی قریب تھا کہ سواریاں چھپ جاتیں دفن ہو جاتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ہوا منافق (رفاعہ) کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے مدینہ پہنچے تو وہ عظیم منافق (رفاعۃ) مرچکا تھا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا (یعنی لہروں) کے ذریعے مدینہ میں رفاعہ کی موت کو دیکھ لیا، اور بتادیا کہ وہ مرگیا ہے۔ منافقین جو مجاہدین کے روپ میں ساتھ تھے انکو موقعہ ملا کہنے لگے یہاں بیٹھے ہوتے یہ پتہ چل گیا کہ مدینہ میں رفاعہ مرگیا ہے یہ نہیں معلوم کہ اونٹنی کدھر ہے؟ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نظر مبارک دوڑائی روحانی لہریں نکلی ہونگی واپس آکر بتادیا ہوگا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی کی نکیل فلاں گھاٹی میں درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے صحابہ کرام گئے اور لے آئے۔

یہ تمام کا تمام ریڈار سسٹم ہے ایک جگہ بیٹھ کر دور دراز کی خبر دے دیتا۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۴۴ لائن نمبر ۲۶ پہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعی للناس النجاشی الیوم الذی مات فیہ وخرج بھم الی المصلی فصف بھم وکبر اربع تکبیرات

بخاری شریف میں ابو ہریرہ سے یوں روایت ہے نعی النبی الی الصحابہ النجاشی ثم تقدم فصفوا خلفہ فکبر اربعاً

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے جس دن نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) کا انتقال ہوا صحابہؓ کو بتایا اور انہیں لے کر جنازہ گاہ کی طرف گئے ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیرات کہیں۔

شاہ نجاشی حبشہ میں فوت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔

اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دور دراز کے واقعات کو دیکھ لیتے تھے یعنی جو کام آجکل Satellite نے ممکن کر دکھایا اس کا عملی مظاہرہ ہمارے نبی کی ذات اقدس نے آج سے ۱۴۱۴ سال قبل کر کے دکھا دیا۔ ہوتے نا سپرمین؟

ایک جگہ بیٹھ کر متعدد مقامات پر نظر آنا

آپ نے اکثر سنا ہے کہ قبر میں تین سوال ہونگے

من ربک ؟ (تیرا رب کون ہے؟) مادینک (تیرا دین کیا ہے؟) ماکنت تقول فی حق ہذاالرجل؟ اس ھستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟

یہ تین سوال ہر مردے سے ہوتے ہیں۔ اور دنیا کے اندر ایک ہی وقت میں سینکڑوں آدمی مرتے ہیں۔ اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی قبور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے ہیں۔ آپ کا موجود ہونا بلا مثال ہے۔ دنیا سے کیا مثال دوں لیکن سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں ہندوستان کے علاقہ بنگلور میں عالمی مقابلہ حسن ہوا دوسرے دن اخبارات کے اندر چھپا کہ اس مقابلہ کی تمام کارروائی ۱۱۵ ممالک کے افراد نے اپنے اپنے ملک میں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر دیکھی۔

ایک بات عرض کرتا ہوں وہ یونان کی عالمی حسینہ ایک جگہ بنگلور کے سٹیج پر کھڑی تھی اور ۱۱۵ ممالک کے ہر گھر میں بھی موجود تھی۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ تو ہاتف غیبی سے آواز آئی سائنسدانو تم اگر ایک لڑکی کو ۱۱۵ ممالک میں دیکھا سکتے ہو اور لڑکی ایک جگہ کھڑی ہوتی ہے کہ تو ہم بھی طاقت رکھتے ہیں ہمارا محبوبؐ مدینے میں رہ کر ہر ایک کی قبر میں نظر آسکتا ہے۔ لیکن وہ صرف بولتی ہے آپ کی سنتی نہیں۔ حضورؐ جب سامنے آتے ہیں بولتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔

مشارق و مغارب

ان اللہ زوی لی الارض حتی ریئت مشارقھا و مغاربھا

(مسلم شریف صفحہ ۳۹۰ جلد دوئم)

"اللہ تعالیٰ نے میرے تے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب دیکھے"

مشرق سورج نکلنے کی جگہ اس کی جمع ہے مشارق

مغرب، سورج کے ڈوبنے کی جگہ اس کی جمع ہے مغارب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے زمین کے مشارق دیکھے۔ اور مغارب دیکھے یعنی جمع کا صیغہ بولا۔ مدینہ شریف میں آپ نے یہ فرمایا تو ظاہری بات ہے مدینہ شریف کا ایک ہی مشرق ہے اور ایک ہی مغرب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع Plural استعمال کیا ہے اور عربی میں جمع کم از کم تین پہ بولی جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم تین مشارق اور تین مغارب دیکھے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ ایک بہت بڑا سائنسی نظریہ پیش کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سائنسدان کہتے ہیں۔

۲۱۔ جون سے لیکر ۲۱ دسمبر تک ہر صبح سورج ایک نئی مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔

اور یوں ۱۸۲ مشارق بنے اور ۱۸۲ ہی مغارب

جون کے ۹ دن

دسمبر ۱۰ دن

جولائی ۳۱ دن

اگست ۳۱ دن
ستمبر ۳۰ دن
اکتوبر ۳۱ دن
نومبر ۳۰ دن
کل ۱۸۲ دن۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا کہ میں نے مشارق اور مغارب دیکھے ہیں۔ اور طرح سے بھی مشارق کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے۔

ایک مشرق وہ ہوا جہاں سے سورج سب سے پہلی بار نکلا تھا۔ ہر ملک کا مغرب کسی نہ کسی دوسرے ملک کا مشرق ہوتا ہے۔ ترکی کا مشرق درحقیقت ایران کا مغرب ہے۔ یوں آپ حساب لگالیں کہ کتنے مشرق اور مغرب بن جاتے ہیں۔

یونان کا مشہور مورخ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ "میں جب مصر گیا تو وہاں ایک مذہبی پیشوا نے مجھے بتایا کہ مصر کے پہلے بادشاہ کی تخت نشینی سے آج تک ۳۴۱ نسلیں گزر چکی ہیں اگر تین نسلوں کا زمانہ ایک سو سال کے برابر ہو تو یہ کل ۱۱۴۰۰ اس عرصے میں دو مرتبہ سورج مغرب سے نکل کر مشرق میں ڈوبا تھا۔

"ہیروڈوٹس کی تاریخ" جلد دوئم صفحہ ۱۴۲ کی اس روایت کے مطابق تو دو مشرق ہو گئے مصر کے اور ایک مشرق ہوا مدینہ کا تین ہوئے کہ نا؟

ابن ماجہ شریف صفحہ ۳۰۵ لائن ۱۵ پہ فرمایا

لا یقوم الساعتہ حتی تطلع الشمس من مغربھا

قیامت قائم نہ ہو گی جب تک مغرب سے سورج طلوع نہ ہو گا۔

ایک یہ مشرق ہوا جہاں سے اب نکلتا ہے ایک وہ مشرق ہو گا جہاں سے قرب قیامت نکلے گا۔

سورج زمین کے قریب آئے گا

عن المقداد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تدنی الشمس یوم القیمتہ من الخلق حتی تکون منھم کمقدار میل۔۔۔۔۔الخ

(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۸۳۔ لائن ۱۹)

روایت مقداد کرتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ " قیامت کے دن سورج مخلوق کے ایک میل کی مقدار قریب ہو جائے گا"

سورج

یہ زمین سے 93000000 میل دور ہے۔ یہ ایک ستارہ ہے۔ جو خود بخود چمکتا ہے اس کے اندر ہائیڈروجن کے ہمہ وقت دھماکے ہوتے رہتے ہیں جن کے دھماکوں سے وہ چمکتا ہے اور روشنی زمین پر بھی آتی ہے۔ یورپ کے ایک ماہر تحقیقات نے اندازہ لگایا ہے کہ تمام دنیا میں ہر سال صرف 1/4 چھٹانک وزن کی بجلی خرچ ہوتی ہے۔ اور سورج سے صرف ایک دن میں جو روشنی زمین پر آتی ہے اس کا وزن ۴۴۸۰ من ہے۔ اگر اتنی روشنی آپ کو زمین پر پیدا کرنی پڑے تو آپ کا 15,00,00,00,00,00,000 ڈالر لگتا ہے۔ اور سورج کی تمام روشنی زمین پر نہیں پڑتی بلکہ اس کی روشنی کا صرف 00 ,00 ,1/200 حصہ پڑ رہا ہے۔

سورج کی تحقیقات کے لئے سائنس کی ایک نئی شاخ وجود میں آتی ہے جو Helio Sasmology کہلاتی ہے۔ یورپ کے سالہا سال کے مشاہدات و مطالعہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ سورج کسی نامعلوم منزل کی طرف سفر کر رہا ہے۔ ولیم ہرشل نے کہا

The Sun is Travelling Through Space

"سورج خلا میں سفر کر رہا ہے"

کدھر جا رہا ہے کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ یہ سوال کہ جا کس رفتار سے رہا ہے۔ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

کیلیفورنیا کی ایک رصد گاہ کے ڈائرکٹر آر۔ بی اٹیکین کا اندازہ یہ ہے کہ ہمارا نظام شمسی اپنی کہکشاں کے ساتھ ۴۴۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف سفر کر رہا ہے۔

ہو سکتا ہے سورج کا یہ نامعلوم سمت سفر اچانک قرب قیامت کو زمین کی طرف مڑ جائے اس کی توجیہہ بھی پیش کی جا سکتی ہے جیسے محترمہ پروفیسر نیلہ اسلم صاحبہ نے اپنے کالم Sun and earth میں لکھا فرماتی ہیں" Fusion کا عمل ہمیشہ جاری نہیں رہ سکتا۔ مرکز کے دباؤ اور ٹمپریچر کو برقرار رکھنے کے لئے سورج کو اب پہلے سے زیادہ مقدار میں Hydrogen گیس کو Helium میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ یہی سلسلہ چلتا رہا تو سورج آہستہ آہستہ جسامت اور تپش میں بڑھ جائے گا۔

سورج کا سائز آج کی نسبت 50% زیادہ ہو جائے گا اور یہ سفید گرم ستارے کی بجائے دہکتے ہوئے سرخ کوئلوں کی طرح سرخی مائل رنگ اختیار کرے گا اگلے ۵ ارب سالوں میں سورج پھیل کر دیوقامت سرخ ستارہ بن جائے گا پھر اس کی جسامت آج کی جسامت سے سو گنا زیادہ ہو جائے گی اور چمک 500 گنا زیادہ ہو جائے گی اور زمین کا ٹمپریچر ۲۶۰۰ درجے فارن ہائیٹ ہو جائے گا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ سو ڈگری پہ پانی ابل جاتا ہے۔ اس لئے کہا گیا کہ زمین اس دن تانبے کی طرح تپتی ہوگی۔

محترمہ پروفیسر نیلہ اسلم فرماتی ہیں کہ سورج کا سائز بڑھنا اس کو ہماری زمین کے قریب لانے کی وجہ بنے گا۔

خواب

عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرویا ثلاث

۱۔ فبشری من اللہ

۲۔ وحدیث نفس

۳۔ وتخویف من الشیطان

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۷۸)

ترجمہ :۔ خواب کی تین اقسام ہیں ۱ ۔ اللہ کی طرف سے بشارت ۔ ۲ ۔ اعصابی احساسات ۔ ۳۔ شیطانی خواب

خواب

خواب کو عربی زبان میں رویا (بروزن بشری) کہتے ہیں لفظ " خواب " اردو زبان میں مذکر استعمال ہوتا ہے " میں نے خواب دیکھا "

" وہ کام جو وہ جاگے ہوئے کرتا ہے اگر نیند یا استغراق کی حالت میں کرے تو خواب کہلاتا ہے "

بیضاوی نے کہا " قوت خیالیہ سے اتر کر اگر کوئی صورت حس مشترک میں چھپ جاتی ہے تو اسے رویا (خواب) کہا جاتا ہے "

مولا علی نے فرمایا حق تعالیٰ کے عجائبات خلق میں سے ایک خواب بھی ہے۔ "

زندگی ہے تو خواب ہیں۔ ہر ایک خواب دیکھتا ہے۔ انبیاء اولیاء بادشاہ و گدا امیر و فقیر، سفیر و وزیر، حاکم و مشیر۔ قاضی و غازی۔ چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد خواب دیکھتے ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں خواب دیکھتے رہیں گے۔

اعتراض

جناب عبید اللہ قدسی صاحب اپنی کتاب "اوہام و حقیقت" میں فرماتے ہیں کہ خواب میں کوئی نئی چیز نہیں ملتی۔ یہ صرف ہمارا حافظہ ہے جو ہمارے خوابوں کے جال بنتا ہے۔ ہمارے حافظے میں نہ جانے کیا کیا دبا پڑا ہے۔ جب تک ہم جاگتے رہتے ہیں ہمارے بیرونی مشاغل حافظہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ لیکن سونے کے بعد تحت الشعور کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ آرزوئیں خواہشیں جو پوری نہ ہو سکیں وہ خواب میں مجسم بن کر دیکھتی ہیں"

یونانی فلاسفر ارسطو نے بھی یہی کہا۔ "خواب ایک فطری چیز ہے اس میں کوئی بلائی طاقت کارفرما نہیں" ڈاکٹر فرائڈ ماہر نفسیات کہتا ہے

"جنس کے جذبات کا خوابوں میں بہت بڑا دخل ہے۔ وہ مزید کہتا ہے جو آرزوئیں اور خواہشیں بیداری کے عالم میں پوری نہیں ہوتیں انسان ان کی خواب میں تکمیل کرتا ہے۔ اور اپنی حسرتوں کے خون کا انتقام لیتا ہے۔

خواب اور قرآن

"ماہرین نفسیات کا یہ خیال ہے کہ خواب کا تعلق انسانی سوچ سے ہے جو کچھ وہ سوچتا رہتا ہے وہی کچھ محسوس بن کر نیند کی حالت میں دیکھتا ہے" ہماری کتاب مقدس قرآن مجید میں خواب کا تصور ملتا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا خواب بڑا مشہور خواب ہے۔ سورہ یوسف کی آیت نمبر ۴ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے ابو جان سے کہا۔ اے میرے ابا جان میں گیارہ ستاروں اور سورج و چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یعقوب علیہ السلام نے کہا میرے بیٹے یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا۔

اس خواب کی تعبیر کیا تھی سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے کہ اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا وخروا لہ سجدا اور سب گیارہ بھائی اور ماں باپ سجدے کو جھک گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا۔

یابت ھذاتاویل روءیای یہ ہے میرے خواب کی تعبیر

بقول ارسطو کے خواب میں کوئی بلائی طاقت کارفرما نہیں ہوتی تو یوسف علیہ السلام کو کیا دکھایا گیا تھا۔ کیا وہ چھوٹی سی عمر میں یہ آرزو رکھتے تھے کہ گیارہ ستارے اور سورج و چاند انکو سجدہ کریں؟

ابراہیم علیہ السلام کی خواب کو ہی لیجئے آپ نے رب سے مانگ کے بچہ لیا۔ ۹۰ سال کی عمر میں بچہ ملا۔ اگر خواب صرف ان اشیاء کی محسوس صورت ہوتی ہے جو بندہ سوچتا رہتا ہے تو کیا وہ باپ جو بلکل بوڑھا ہو چکا ہو اسے بڑھاپے میں بڑی التجاؤں کے بعد بچہ ملا ہو کیا وہ اس کے بارے میں یہ سوچے گا کہ اسے میں ذبح کر دوں؟ ہرگز نہیں ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم ملا کہ بچے کو ذبح کرو۔ آپ بچے کو لیکر چل دیئے۔ اور گلے پر چھری رکھ دی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی

قد صدقت الرویا (صفت ایت نمبر ۱۰۴) تم نے خواب سچا کر دکھایا" ان ھذالھو البلوء المبین بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء میں سچے خواب آتے تھے صبح کو بعینہ وہی کچھ ہوتا جو آپ خواب میں دیکھتے آدمی جتنا زیادہ نیک ہو گا خواب اتنا ہی یقینی ہو گا۔ چونکہ انبیاء سے زیادہ نیک بھی کوئی نہیں ہوتا اس لئے ان جیسا خواب بھی کسی کا نہیں ہوتا۔

ماہرین نفسیات نے جو کچھ کہا وہ سچ کہا ہے۔ لیکن ان کی نظر خواب کی صرف ایک قسم تک رہی۔ دنیا کے عظیم ماہر نفسیات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ بشریٰ من اللہ

اللہ کی طرف سے کسی امر کا یا اپنی پوشیدہ صفات میں سے کسی خاص صفت کا یا مدارج قرب ذات میں سے کسی درجہ خاص کا الہام ہونا۔ انبیاء و اولیاء کے جو خواب ہوتے ہیں وہ مبشرات میں سے ہی ہوتے ہیں اس کی دلیل یہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو صحابہ کرامؓ غمگین ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہم کو کار خیر سے مطلع فرمایا کرتے تھے۔ اگر اب خدانخواستہ آپ کی اجل آ پہنچی تو ہم کو کون مطلع کیا کرے گا؟ اور دینی و دنیاوی امور میں خیر و بھلائی ہمیں کس طرح معلوم ہوا کرے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟

بعد وفاتی ینقطع الوحی ولا ینقطع المبشرات

میری وفات کے بعد وحی تو ختم ہو جائے گی۔ لیکن مبشرات بند نہ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" الرویا الصالحۃ یراھا المراء الصالحہ " وہ اچھے خواب جو نیک بندوں کو دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں مبشرات کے متعلق ہی فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۸۶ لائن ۲۲ پر مرقوم ہے **رویاء المومن جزء من ستۃ وار بعین جزءمن النبوہ** مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

اذان جیسی عظیم شے بھی تو خواب میں ہی عطا کی گئی تھی۔ اس لئے یونانی فلاسفر کا یہ کہنا کہ خواب میں بلائی قوت کارفرما نہیں ہوتی سراسر غلط ہے۔ اگر نیند کی حالت طاری کر کے آپ باہر سے حکم دیں وہ خواب ہی محسوس کرتا ہے اور اسے اس چیز کی خبر ہو جاتی ہے کیا اللہ پاک آدمی کے باطنی حواسات پر نیند کی حالت میں ایک چیز کو وارد نہیں کر سکتا۔ جس نے صبح رونما ہونا ہے؟ کر سکتا ہے۔

۲۔ حدیث نفس

ماہر نفسیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی دوسری قسم حدیث نفس بتائی ہے۔

بیداری میں کوئی چیز دیکھی سوچی سنی ویسی ہی خواب میں نظر آگئی۔ یا قوت خیالیہ نے از خود اختراع کر لیا اس خواب کو حدیث نفس کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سیلنگ نے تجربہ کیا انہوں نے حوالات میں قیدیوں کے خواب پوچھے تو ۹۶ فیصد قیدیوں کے خواب گھریلو زندگی کے متعلق تھے۔ یہ حدیث نفس ہے کیونکہ قیدی کو زیادہ تر گھر کی یاد ستاتی ہے۔ خواب میں بھی وہ وہی کچھ دیکھتا ہے۔ ایک لڑکے نے دن کے وقت "امیر حمزہ کی داستان" پڑھی رات کو وہ خواب میں خود کو امیر حمزہ کے لشکر میں پاتا ہے۔

نوجوانوں کو زیادہ تر عورتوں کے خواب آتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کا زیادہ دھیان جنس کی طرف ہوتا ہے۔

آسٹریا کا ماہر نفسیات ڈاکٹر فرائڈ (Freud) کہتا ہے "جنس کے جذبات کا خوابوں میں بہت بڑا دخل ہے"

بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ آدمی ایک ہی مسئلے کو مسلسل سوچتا رہتا ہے۔ اسکا حل خواب میں مل جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دماغ مسلسل اس کام میں لگا رہتا ہے جیسے دنیا کا مشہور ریاضی دان مسٹر راما نو جن مدراسی بہت سے مسائل خواب میں حل کر لیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ دن کو سوچتا رہتا تھا سوتے لمحے بھی دماغ کا وہ حصہ کام کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اسے حل مل جاتا ہے۔ سلائی مشین کا موجد تھیمانیر تھیلی فرانسیسی نے سلائی مشین بنائی تو اسکی سوئی میں سوراخ پیچھے تھا تو مشین چلاتے ہوئے دھاگہ ٹوٹ جاتا تھا وہ بڑا پریشان رہتا تھا ہر وقت سوچتا رہتا ایک دن یوں ہوا کہ وہ سوچتے سوچتے سو گیا خواب میں دیکھتا ہے

کہ کسی جنگل میں پہنچ گیا وہاں ایک قبیلے نے حملہ کیا انکے ہاتھوں میں برچھے ہیں انکے سروں پر سوراخ ہیں۔ ایک دم سے آنکھ کھلی اسکی پریشانی کا حل مل گیا اسنے سلائی مشین کی سوئی کے منہ میں سوراخ کیا اب دھاگہ نہیں ٹوٹتا تھا اور روانی زیادہ ہو گئی۔

مسٹر رام رتن کپلا" Kapsons فرم کے مالک اس فرم میں ایئر کنڈیشنر بنتے ہیں۔ انکو سلوگن کی ضرورت تھی اخبارات میں اعلان کروایا مگر کوئی" Penetrating سلوگن نہ ملا وہ رات دن سلوگن کی سوچ میں لگے رہتے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک باغ ہے نہایت سہانا موسم پرندے چہچہا رہے ہیں یہ منظر بھلا لگا ایک دم ان کے منہ سے جملہ نکلا" ویدر ہو تو ایسا" یہ کہتے ہوئے آنکھ کھل گئی انہیں معلوم ہوا کہ سلوگن تو تیار ہے انگلش میں یہ جملہ بنایا Kapsons: The Weather Masters

Montaigne کہتا ہے۔

I admit that dreams are the real exponents of our tendencies but their under standing needs an art.

بعض اوقات خواب مختلف ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی اس خواب کے ٹکڑوں کو ملائیں تو بیداری کی حالت میں ہر ٹکڑے میں سالوں کا وقفہ ہوتا ہے۔

مبشرات تو یہ ہوتے ہیں جو ہوتا ہے وہی آپ دیکھتے ہیں اور کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں دیکھا کچھ ہے تعبیر کچھ اور ہوتی ہے۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کے ساتھی قیدی نے دیکھا کہ اسکے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے کھا رہے ہیں اب تعبیر پیامبر نے یہ بتائی تو پھانسی چڑھے گا اور چیل کوے گدھ تیرا گوشت نوچیں گے۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دیکھو خواب دیکھنے والا کون ہے؟ بادشاہ ہے کہ گدا عالم ہے کہ جاہل، امام ہے کہ غلام مرد ہے یا عورت، نیک ہے یا بد فارغ ہے یا مشغول موسم گرما ہے یا موسم سرما

ایک ہی خواب دو آدمی دیکھتے ہیں لیکن تعبیر ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً علم تعبیر کے ماہر علامہ ابن سیرین سے ایک آدمی نے پوچھا کہ " میں خواب میں اذان دے رہا تھا آپ نے فرمایا تو حج کرے گا وہ شکل و صورت سے متقی لگتا تھا ایک اور آیا اس نے بھی وہی خواب بتلایا آپ نے فرمایا تو چوری کے جرم میں پکڑا جائے گا۔

بعض اوقات زیادہ کھانے کا بھی اثر ہوتا ہے آدمی زیادہ کھالے تو بھی خواب آتے ہیں اسکی کچھ تعبیر نہیں ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ ایک خواب دیکھا اور پریشان خواب بیان کرنے لگا آپ نے پوچھا تو نے کھایا کیا تھا؟ جواب دیا بہت سے پختہ کھجور آپ نے فرمایا اس خواب کی تعبیر درست نہ آئے گی۔

تخویف الشیطان

یہ خواب کی تیسری قسم ہے ۔ انسانی بدن کے اندر شیطان تمام مقامات پر تیر جاتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات قوت خیالیہ میں کوئی حقیت امرین ڈراونی شکل یا تفریح آگیں صورت ڈال دیتا ہے۔ ایسے خواب کو اضغاث احلام یعنی پریشان خوابوں میں شمار کرتے ہیں۔

عورتوں سے " ملاقات " ظلم و جفا، نفرت وغیرہ کی خواہش اسی زمرے میں شامل ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر Haffner نے جو یہ جملہ کہا ہے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک زاہد و متقی آدمی خواب میں بھی پرہیزگار رہے "

میں یہ کہتا ہوں انکی تحقیق ٹھیک ہے لیکن ان خوابوں کا تعلق تخویف شیطان سے ہے۔ اور ڈاکٹر پلف کا یہ دعوی ہے کہ آپ مجھے ذرا اپنا خواب بیان کیجئے اور میں آپ کو بتا دوں گا آپ اندر سے کیا ہیں اور دوسرے کا یہ کہنا Dreams are reflector

Of dreamers' personality سراسر غلط ہے۔ زبیدہ خاتون زوجہ حارون الرشید نے خواب دیکھا کہ چرندے پرندے درندے اس سے ہم بستری کر رہے ہیں۔ اس نے خواب اپنی رازدار لونڈی سے بیان کیا اور کہا میرا نام لئے بغیر تعبیر پوچھ آؤ۔ اور کہنا کہ یہ خواب تم نے دیکھا ہے۔ لونڈی گئی اور خواب پوچھا جن سے جواب پوچھا وہ سوچ میں پڑ گئے اور فرمانے لگے تو یہ خواب نہیں دیکھ سکتی وہ واپس گئی اور زبیدہ خاتون سے کہا وہ فرما رہے ہیں یہ خواب لونڈی نہیں دیکھ سکتی۔ ملکہ نے کہا جا کر بتا دو کہ ملکہ نے دیکھا ہے جب یہ لونڈی نے بتایا کہ ملکہ نے دیکھا ہے۔ تو وہ بولے حاں ملکہ دیکھ سکتی ہے۔ ان سے کہو آپ ایک ایسا کام کریں گی جن سے تمام مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے گا۔ واقعی یہی ہوا نہر زبیدہ ان کے حکم سے بنائی گئی جس سے ہر قسم کی مخلوق کو فائدہ پہنچا۔ یہ بڑی نیک پارسا خاتون تھی اس کی تمام لونڈیاں حافظ قرآن تھیں اب ڈاکٹر ہلف اور Haffner کیا کہتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ انگریز سکالر جب ریسرچ کرتے ہیں تو صرف ایک پہلو پر لگے رہے اور جو نتیجہ نکلا اسے ہی اصول بنا ڈالا۔

فرائڈ اپنی کتاب Interpretation Of Dreams میں لکھتا ہے۔

Dreams are infact· important and useful way to wards unconscious. Through them we Get information about that place of mind and with their help an effort is made to bring correction he consider them as windows of mind"

خواب لاشور کو جانے کا ایک مفید اور اہم راستہ ہیں۔ انی کی ذریعہ ہمیں وہاں کی خبریں ملتی ہیں اور انہی کے ذریعہ وہاں درستگی کرنے کی کوشش کی جا سکتی وہ انہیں دماغ کی کھڑکیاں قرار دیتا ہے۔

آپ نے ماہرین نفسیات کے بیان پڑھے آپ جان گئے ہوں گے کہ تمام ماہرین تقریباً یہی کہتے ہوئے نظر آئیں گے۔

Dream is the sequence of scenes and Feelings Occuring in the mind during sleep.

وہ خواب کو صرف نفسیاتی فعل قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ تمام کے تمام ماہرین نفسیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی کتنی عمیق نظر تھی۔ فرماتے ہیں۔ خواب تین اقسام کے ہیں۔

مبشرات۔ حدیث نفس۔ اور تخویف من الشیطان

۱۔ یعنی اللہ کی طرف سے نیند میں حکم۔ ۲۔ جسمانی وجوہات کی بنا پر۔ ۳۔ شیطان کی طرف سے

ذات پات

"ایھا الناس ! ربکم واحد۔ وان اباکم واحد کلکم لادم وآدم من تراب اکرمکم عنداللہ اتقاکم ولیس لعربی علی عجمی فضل الا بالتقوی

(کتاب بیان والتبیین صفحہ ۱۷)

ترجمہ " اے لوگو ! تمہارا رب ایک ۔۔۔ تمہارا باپ ایک ۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے (پیدا ہوئے) اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نیکی کی وجہ سے افضل ہو سکتا ہے"

دنیا کے سچے ترین انسان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" تم سب کا باپ ایک ہے" کیا ایک باپ کی اولاد کی ذاتیں مختلف ہوتی ہیں؟ اگر ہماری ذاتیں مختلف ہیں تو سوچنا یہ ہے کہ پھر ایک باپ کی اولاد تو نہ ہوئے۔۔۔؟

ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا آپ کی ذات کیا ہے؟ میں نے کہا " میں آدم علیہ السلام کے بڑے بھائی کی اولاد میں سے ہوں " وہ حیران ہو کر کہنے لگا " انکا تو بڑا بھائی تھا ہی نہیں " میں نے کہا جناب عالی اگر کوئی نہ تھا تو پھر میں اور آپ ایک ہی باپ کی اولاد ٹھہرے یہ بیچ میں ذات کدھر سے آگئی؟ (وہ خاموش ہو گئے)

صحابہ کرامؓ اور ذات

صحابہ کرامؓ کے دور میں ذاتیں نہ ہوتی تھیں۔ حالانکہ اس دور میں جوتے سینے کا کام ہوتا تھا کوئی بھی اس صحابیؓ کو موچی نہ کہتا تھا۔ کپڑے بھی بنے جاتے تھے مگر کوئی انکو جولاہا نہ کہتا تھا۔ لوہے کے سامان بنائے جاتے تھے کوئی انہیں لوہار نہ کہتا تھا۔ جانور ذبح کرنے والے بھی تھے کوئی انہیں قصائی نہ کہتا تھا۔

۔ صحابہ کرام اسکی زیادہ عزت کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ پیروکار ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام بلال حبشیؓ کو حالانکہ وہ غلام ابن غلام تھے۔ سیدنا "ہمارے سردار" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سلمان من اھل بیت سلمان میری اھلبیت سے ہے۔ اور فرمایا

کل تقی و نقی فھو اھلی۔ ہر متقی و پرہیزگار شخص میری اولاد سے ہے۔ گجر وہ ہے جو دودھ بیچتے تھے۔ اب اگر کوئی دودھ بیچنے لگے وہ گجر کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیا جس نے پہلی دفعہ دودھ بیچا تھا اسے اللہ کی طرف سے سند نازل ہوئی تھی کہ تیرے بعد دودھ بیچنے والا گجر نہیں ہو سکتا؟

لوہے کے اوزار بنانے والے کو چودھری حقارت سے دیکھتا ہے لوھار کہہ کر بلاتا ہے وہ چودھری اس لئے بنا ہے کہ اسکے پاس 4/5 مربع زمین ہے اگر لوہار کمہار دس مربعے خرید لے وہ چودھری کیوں نہیں بن سکتا؟ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو لوہے سے اوزار بنانے کا طریقہ سکھایا۔ وہ لوہے اور تانبے سے مختلف اشیاء بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں چودھری سے بڑا رتبہ دیا نبی بنایا بادشاہ بنایا کیا آپ ان کو لوہار کہیں گے؟

نوح علیہ السلام لکڑی تراشتے اور کشتی بناتے رہے کئی عرصہ اور اللہ نے انکو علم عطا کیا نبوت عطا کی آپ انکو ترکھان کہیں گے۔؟

آدم علیہ السلام نے کھیتی باڑی شروع کی تھی زمین پر آکر کیا آپ انکو جٹ یا آرائیں کہیں گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں کم از کم آٹھ سال آپ انکو گڈریا کہیں گے؟

اگر کام کی بناء پر ذاتیں بنتی ہیں تو پھر ہر روز ذاتیں بدلنی چاہئیں۔ ساز بجانے والے کو لوگ مراثی کہتے ہیں۔ عارف لوہار چمٹا بجاتا ہے ساز بجاتا ہے وہ مراثی کیوں

نہیں؟ نصرت فتح علی خان تمام ساز بجالیتا ہے اس کا پیشہ بھی یہی ہے وہ مراثی کیوں نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور میں کئی بچیوں اور بندوں نے ساز بجائے انکو کس نام سے پکاریں گے؟

اگر بال کاٹنے والا۔ نائی ہے کمی ہے تو پھر ایک سوال بتایئے ہر گھر کے اندر روزانہ لوگ صبح اٹھ کر شیو بناتے ہیں وہ دس سال سے اپنے بال مونڈ رہے ہیں۔ وہ نائی کیوں نہیں کہلوا رہے۔

اگر جوتا سینے والا موچی ہوتا ہے آپ اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں باٹا شوز فیکٹری اور سروس شوز فیکٹری کے اندر میں نے خود بڑی بڑی ذاتوں والے حتیکہ سید زادے بھی جوتے سیتے ہوئے دیکھے ہیں یہ لوگ بھی موچی ہونے چاہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک جوتے سینے والا کمی اور موچی ہوتا ہے۔ اور کئی اونچی ذاتوں والے دس دس بارہ بارہ سال سے جوتے سی رہے ہیں۔

تندور پہ روٹیاں لگانے والے کو ہم "ماچھی" کہہ کر حقارت سے بلاتے ہیں کمی سمجھتے ہیں۔ اگر تندور پر روٹیاں لگانے والے ماچھی ہوتے ہیں تو پھر اکثر کشمیریوں کے تندور ہیں اور وہ خود نان لگاتے ہیں۔ آپ انکو کون سی ذات عطا کریں گے؟ کشمیری بٹ ماچھی؟ روزانہ تین ٹائم ہر گھر کے اندر ماں، بہن بیوی روٹیاں پکاتی ہے وہ بھی ماچھن ہونی چاہیے۔

اگر ہم مسلمان ہیں تو پھر ذاتیں کوئی نہیں ہیں۔ اگر ہم لوگ ہندو ہیں تو پھر بہت سی ذاتیں ہونی چاہیں اور کم از کم چار۔

اگر معاشرے میں ذات پات کا نظام رائج ہو کچھ ذاتیں بڑھیا ہوں اور کچھ گھٹیا ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ پر گھٹیا ذات والے اعتراض کریں گے یا اللہ مجھے کس جرم کی پاداش میں گھٹیا ذات میں پیدا کیا مجھے بھی سید گھرانے میں پیدا کرتا۔ میرا قصور تو بتا۔

یہ تیرا انصاف ہے؟ تو اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے میرے بندے میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا میرا تو اعلان ہے

"ولقد کرمنا بنی آدم"

"ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو معزز بنایا ہے" اب آدمی کی مرضی ہے کہ وہ خود کو اپنے برے کردار سے گھٹیا بنالے۔

ہمارے ہاں پدرم سلطان بود والا مسئلہ ہے۔ خود کچھ بھی نہیں ہوتا اور باپ کی تمام خوبیوں کا ایوارڈ لینا چاہتا ہے۔

آپ کی بہت بڑی فیکٹری ہے۔ آپ نے ایک ایم اے پاس کو جنرل مینجر بنایا۔ آپ اسے چالیس ہزار تنخواہ دیتے تھے۔ کوٹھی اور کار بھی دے رکھی تھی وہ ٹائم پہ آتا تھا ٹائم پہ جاتا تھا۔ امانت دار تھا۔ وفادار تھا۔ ملنسار تھا۔ مختار تھا۔ اسکے مرنے کے بعد کیا آپ اسکے۔ جاھل اور بد کردار بیٹے کو جنرل مینجر بنائیں گے؟ اسے وہی سہولیات عطا کریں گے؟ کہیئے نا..... اب کیا ہوا؟ یہ عظیم باپ کا بیٹا ہے اس کا اتنا ہی احترام کرو۔ یہی حال قیامت کے دن ہو گا۔ وہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ عظیم باپ کا ناخلف بدکردار بیٹا ہے اسے باپ کی وجہ سے باپ جتنا احترام دو۔

بیٹا اپنے اعمال کا جواب دہ ہے اور باپ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ روحانیت کے اندر نبوت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں ہے۔ اگر نیک باپ کا قیامت کے دن بیٹے کو فائدہ ملے گا تو چند سوال عرض کرتا ہوں۔ آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ تمام انبیاء کے باپ ہیں۔ ان کا بیٹا۔ قابیل۔ قاتل۔ بہن سے زبردستی نکاح کرنے والا۔ شراب کا موجد۔ باپ کا نافرمان۔ نبی کا نافرمان قیامت کے دن آدم علیہ السلام سے اس بیٹے کو کچھ فائدہ ملے گا؟ یہ عظیم باپ کا بیٹا دوزخ میں جائے گا کیونکہ کردار باپ جیسا نہ تھا۔

نوح علیہ السلام ..... آدم ثانی ہیں جب طوفان آگیا۔ آپ کا بیٹا کنعان ڈوب

ڈوب رہا ہے ۔ اللہ سے دعا کرتے ہیں رب ان ابنی من اھلی " میرے اللہ میرا بیٹا (بھی) میری اھل سے ہے " اسے نجات عطا کر بچالے ۔ اللہ نے فرمایا " انہ لیس من اھلک ۔ یہ تیرا بیٹا نہیں ہے کیونکہ انہ عمل غیر صالح اس کا کردار (تیرے جیسا) نہیں ۔ وہ دنیا کے عذاب میں مبتلا ہو گیا اخرت کے عذاب سے کیسے بچے گا؟

لوط علیہ السلام کی بیوی . . . وہ خاوند کی نافرمان تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب دنیا میں مبتلا کر دیا ۔ انبیاء مصیبتوں سے انہی لوگوں کو بچاتے ہیں جو انکے گن گاتے ہیں ۔

حضرت امیر معاویہؓ صحابی مصطفیٰ ہیں کاتب وحی ہیں کیا آپ کے اس عالی مرتبے کا یزید کو قیامت کے دن فائدہ ملے گا؟

شادی اور ذات

ہمارے ہاں شادی کے موقعہ پر بھی ذات پات کو بڑا مد نظر رکھا جاتا ہے ۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ ۔ ابتدائی سادات کرام ذات پات کو بالکل اہمیت نہ دیتے تھے وہ کردار دیکھتے تھے چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔

۱ ۔ حضرت امام حسنؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی بیٹی عائشہ سے شادی کی ۔

۲ ۔ امام حسینؓ نے لیلیٰ بنت میمونہ یہ امیر معاویہ کی بھانجی ہیں ان سے نکاح کیا ۔ امام حسینؓ کی رشتہ داری یزید کے خاندان سے بھی ہو گئی ۔ اب کوئی آدمی امام حسینؓ کو یہ طعنہ مار سکتا ہے کہ چھوڑو جی ان کو ان کا فلاں رشتہ دار ہے شرابی ہے ظالم ہے فاسق و فاجر ہے؟

۳ ۔ امام حسنؓ کی پوتی سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا نے ولید بن عبدالملک سے شادی کی ۔ یہ سیدہ ہیں ۔ اور غیر سید ولید بن عبدالملک سے شادی کر رہی ہیں ۔ یاد رہے یہ مروان کا پوتا ہے ۔

۴ ۔ حضرت امام حسنؓ کی پوتی خدیجہؓ نے مروان کے پوتے اسماعیل بن عبدالملک

سے شادی کی۔

۵۔ ام قاسم بنت حسن مثنی نے حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان سے شادی کی۔

۶۔ ملا باقر مجلسی جلاء العیون میں لکھتا ہے کہ سیدہ سکینہؓ کا دوسرا بیاہ مصعب بن زبیر سے ہوا۔

تین سے لے کر چھ تک تمام سیدہ ہیں اور انکے نکاح غیر سید سے ہوتے۔

۷۔ موسیٰ کاظم کی والدہ ایک بربریہ لونڈی تھیں اب سید خاندان کی رشتہ داری اس لونڈی کے تمام خاندان سے ہوئی کہ نہ ہوئی؟ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دور میں سید زادیاں کم تھیں حقیقت یہ ہے کہ وہ ذاتوں کو کچھ اہمیت نہ دیتے تھے۔

۸۔ علی بن موسیٰ بن جعفر صادق کی والدہ ایک لونڈی تھیں جو حضرت حمیدہ کی کنیز تھی۔

۹۔ نویں امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر کی والدہ بھی ایک لونڈی تھیں جن کا نام خیزران تھا۔

۱۰۔ دسویں امام علی بن محمد علی بن موسیٰ کی والدہ شمانہ ام فضل کی کنیز تھیں۔

۱۱۔ گیارہویں امام حسن بن علی بن محمد بن علی کی والدہ ماجدہ بھی لونڈی تھیں ان کا نام "سوسن" ہے۔

یعنی وہ تمام سید جن سے آگے سیدوں کی نسل چلی وہ نکاح میں ذات پات کو بالکل مد نظر نہ رکھتے تھے اور ان عورتوں کو اپنی زوجیت میں لے آتے تھے۔ جنہیں لوگ حقارت سے کمی کمین ذکر کہہ کر بلاتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ذاتوں پر نسل و نسب پر فخر ہوتا تھا دور اسلام میں نہیں۔ ذات پات کا نظام ہندو معاشرے میں لاگو ہے۔ آیئے انکے لیڈروں سے پوچھتے ہیں کیا یہ

ٹھیک ہے؟

۱۔ مہاتما گاندھی نے نواکھلی میں کہا

"اگر ہندو دھرم نے زندہ رہنا تھا تو وہ ذات پات کے بغیر ہوتا"

۲۔ نرائن سوامی نے کہا

"ذات پات کی تقسیم ہی ہمیشہ ہندوؤں کی تباہی کا باعث رہی ہے"

۳۔ ممبر اسمبلی سر ہری سنگھ نے کہا

"معاشرے کے جسم میں ذات پات گھن کے کیڑے ہیں"

۴۔ جنار دھن بھٹ نے کہا

"اگر ہم ہندو قوم کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے ذاتوں کو ختم کرنا ہو گا"

۵۔ ایم سی راجا ممبر اسمبلی نے کہا

"ملک کی ترقی میں ذاتیں رکاوٹ ہیں جب تک انہیں جڑ سے نہیں اکھاڑا جاتا ہمارے ملک کی نجات نہیں ہو سکتی۔

۶۔ بھائی پرمانند ایم اے نے کہا

جنم سے پیدا ہوتی اونچ نیچ جھوٹی اور غلط ہے انسان سب برابر ہیں

یہ ہندوستان کے تمام سماجی رہنما اس مسئلہ کو سمجھ گئے ہیں کہ ذات پات کی وجہ سے معاشرہ کے افراد کا ایک دوسرے کے ساتھ انس ختم ہو جاتا ہے بڑی ذات والا چھوٹی ذات والے کے قابل عالم کی بات کو بھی کوئی توجہ نہیں دیتا۔ بلکہ مذاق اڑاتا ہے۔

باہر کے ممالک میں میں نے دیکھا ہے وہ آدمی کی خوبیوں کی طرف نظر رکھتے ہیں جو آدمی قابل نظر آیا فوراً کیچ کیا اور جتنی قابلیت نچوڑ سکتے تھے نچوڑی۔ اور ملک و قوم کو فائدہ پہنچایا۔ اور مسلمانوں کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی مشہور ہو رہا ہے ترقی کر رہا ہے یہ ترقی

اور اس کے کام کو نہیں سراہیں گے۔ بلکہ ذات کھوجنا شروع کریں گے۔ معلوم ہو جائے پھر اسکی قابلیت علم و فہم دوسرے نمبر پر اور ذات پہلے نمبر پر۔

دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھو خامیوں پہ نہیں
اپنی خامیوں پر رکھو خوبیوں پر نہیں

خالصتاً اسلام میں صرف کردار دیکھا جاتا ہے کردار۔ تمام ذاتوں والے دو مرتبہ پیشاب کے راستے سے نکلے۔ ایک مرتبہ باپ کے ایک مرتبہ ماں کے۔

آئے ایک ہی جگہ سے۔ جانا بھی تمام ذاتوں والوں نے ایک ہی جگہ یعنی قبر میں یہ تو بتلایئے اب چودھری میں اور مراثی میں کیا فرق رہ گیا؟

اے مسلمانو!

باپ سب کا ایک
اللہ سب کا ایک
رسول سب کا ایک
قبلہ سب کا ایک
کتاب سب کی ایک
خون کا رنگ ایک
دل سب میں ایک
ناک سب کی ایک
آنے کا طریقہ ایک
جانے کا طریقہ ایک
کھانے کا طریقہ ایک
چبانے کا طریقہ ایک

اعضاء کی تعداد ایک

سب سنتے کان سے ہیں دیکھتے آنکھ سے ہیں۔ بولتے زبان سے ہیں چلتے پاؤں سے ہیں پھر سمجھ نہیں آتی چودھری صاحب نواب صاحب کس بنا پر دوسرے کو حقیر سمجھ رہے ہیں؟

ھندوؤں کو اب عقل آئی کہ ذات پات ختم ہونی چاہیے۔ یہ معاشرے کی تباہی کا سبب ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ہی میں اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا تھا تمہارا باپ ایک ہے فضیلت کا معیار۔۔۔ اچھا کردار۔

دعا

لا یرد القضاء الا الدعاء

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۹۵، لائن ۱)

"دعا قضاء کو ٹالتی ہے"

دعا کا معنی پکارنا۔ ہر چیز اسے پکار رہی ہے۔ ہر لباس وجود۔ ہر جلوہ گاہ شہود، ہر نقش تخلیق، ہر جدید و ادیق۔ اپنے وجود و شہود میں ایک مسلسل طلب ہے۔ مسلسل التجا ہے۔ مسلسل دعا ہے۔ اس بارگاہ خداوندی میں اور سرکار الہیٰ میں اے مالک موت و حیات اے حاکم شش جہات۔ اے مدبر زمان و مکان۔ اے واجب لامکان۔ اے عدم کے نہاں خانوں سے نکال کر بازار وجود میں لانے والے۔ اے نیستی کے صحرا سے برآمد کر کے دامن گل پر حسن و جمال کی نمائش کرنے والے۔ اے تقدیر و تدبیر کے قلم سے قضا و قدر کی دنیا آباد کرنے والے۔ اے وجود کی بلندیوں پر جلوہ فرما ہو کر انکار کی پستیوں پر رحم کی بارش کرنے والے۔ رحم کر۔ رحم۔

ہم محتاج ہیں تو غنی۔ تو اعلیٰ ہے ہم دنی۔ ہم فقیر ہیں تو امیر۔ ہم سراپا نیاز ہیں تو بے نیاز ہم کشکول گدا تو دست عطا۔

جس قطرے سے پوچھو یہی التجا ہے۔ جس ذرے کو چھیڑو یہی صدا ہے۔ جس پھول کو توڑو یہی ندا ہے جس ستارے سے پوچھو یہی دعا ہے۔ ریت کے ذرے سے لیکر صحرا تک۔ قطرے سے لیکر دریا تک گل سے لیکر گلستان تک۔ ستارے سے لے کر کہکشاں تک۔ مکان سے لیکر لامکان تک جس جس شے کو وجود و شہود ملا ہے۔ وہ ہر آن بارگاہ خداوندی میں دعا کر رہا ہے اور یہ دعا ہر آن جاری ہے۔ اسلئے تو عالم پر فیض باری

جاری و ساری ہے۔

انداز مختلف ہیں۔ طریقہ جدا ہے۔ الفاظ و آواز مختلف مگر سب مانگ ایک ہی ذات سے رہے ہیں۔

خاموش جہاں کنج خیابان کہ چٹکنے کی آواز آئی
میں نے پوچھا اے کلی! یہ کیا؟ کہا یہ بھی ہے انداز دعا؟
سنبل مشکبو کر کے شبنم سے وضو۔ صبح جھوما
میں نے کہا یہ کیا؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
بلبل عاشق گل جب باغ میں چہکا
تو پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
جب پپیہے نے شور مچایا تو گونجی فضا
تو پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
کوئل کوکی۔۔ کوکنے لگی جابجا
تو پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگی یہ بھی ہے انداز دعا
رات کو جب جگنو چمکا۔ کس کے لئے ہے تو جلتا؟
دینے لگا صدا۔ یہ بھی ہے انداز دعا
سکوت رات کو جھینگر نے توڑا۔ سحر تک نہ یہ ساز چھوڑا
پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا
جب جنگل میں شیر دھاڑا تو مختار یہ پکارا
یہ کیا؟ تو کہنے لگا یہ بھی ہے انداز دعا

ہر شے اسی کو پکارتی ہے۔ مومن و موحد کی بھی قید نہیں۔ کافر و مشرک کی بھی قید نہیں۔ ہر ایک اسی سے دعا کر رہا ہے۔ کافر بھی اسی سے مانگتا ہے موحد بھی اسی سے

مانگتا ہے۔ فرق تھوڑا سا ہے کوئی خود ، [illegible] یلے سے مانگتا ہے کوئی خدا ساختہ وسیلے سے مانگتا ہے۔

دل منکر ہے مگر دھڑکن کہتی ہے دھڑکتا ہے زبان انکار کرتی ہے مگر جنبش زبان کہتی ہے یہ ہلتی رہی۔ دماغ انکار کرتا ہے مگر سوچ کہتی ہے یہ سوچتا رہے۔

اب میں پوچھتا ہوں یہ دعا کس سے ہے اپنی ذات سے؟ اگر ذات سے ہے تو پھر تکمیل دعا میں دیر کیوں ہوتی ہے؟ اگر غیر سے ہے تو وہ غیر کون ہے؟ تو فطرت سے آواز آئے گی۔

اللہ

اللہ

اللہ تعالیٰ نے کہا ادعونی "مجھ سے دعا کرو" دعا فطرت انسانی ہے۔

بت شکن ہو کہ بت فروش۔ میلہ میں ہو یا غار کی آغوش۔ عہد حجری کا امریکن ہو خواہ دور جدید کا امریکن ہو۔ مجوسی ہو کہ روسی ہو۔ جرمنی ہو کہ مدنی ہو۔ ایرانی ہو کہ افغانی ہو۔ مغرور ہو کہ مغفور ہو۔ غمگین ہو کہ غمگسار ہو۔ ظالم ہو کہ ملنسار ہو۔ مجبور ہو کہ مختار ہو ہر ایک دعا مانگنے پر مجبور ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب کا مطالعہ کر لو۔ ہر مذہب کا طریقہ عبادت مختلف ہے۔ مگر ان سب میں مشترک شے دعا ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا الدعا ترس المومن

"دعا مومن کی ڈھال ہے"

۲۔ زین العابدینؓ نے فرمایا

الدعا لیرد البلاء

"دعا مصیبتوں کو ٹالتی ہے"

۳۔ امام باقر نے فرمایا

الدعا انفذ من السنان الحدید

دعا سنگین تیر سے تیز ہوتی ہے"

۴۔ امام رضا نے فرمایا

علیکم بالسلاح الانبیاء وقیل ما السلاح الانبیاء؟ قال الدعا

تمہیں چاہیے کہ انبیاء کے ہتھیار سے مسلح ہو جاؤ۔ پوچھا گیا انبیاء کے ہتھیار کیا ہیں؟ فرمایا دعا۔

۵۔ ارڈس واٹ مین Ardis Whitman نے کہا

"دعا ہی سب سے بڑا دلاسا اور تسلی ہے"

۶۔ ڈاکٹر الیکسس کیرل Dr Alexis Coral کیا خوب فرماتے ہیں

Prayer is our greatest source of power but it is miserably undeveloped

"دعا ہمارے پاس طاقت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ مگر افسوس یہ بری طرح ناآشنائے ترقی ہے"

لیڈ بیٹر (Lead bater) اپنی کتاب Invisible Helper کے صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں۔

Prayer is a great out pouring of force in higher plane, A great mental and emotional effort.

۸۔ ڈاکٹر چارلس دنیا کا عظیم سائنسدان کہتا ہے۔

وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی تجربہ گاہوں میں دعا کو لے آئیں گے۔ اور انکے بل بوتے پر زبردست طاقت ہمیں میسر ہوگی۔

۹۔ امریکی ماہرِ نفسیات ولیم جیمز کہتا ہے۔

"سائنس خواہ کچھ بھی کہے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ جب تک دنیا قائم ہے دعا اور

عبادت کا سلسلہ بھی قائم ہے"

۱۰۔ ڈاکٹر نیبہر (D.R Niebuhr) نے کہا

"اگر تم دنیا میں امن چاہتے ہو تو یہ نہ تو ایٹم بموں کی بہتات سے ملے گا اور نہ میزائلوں کے انبار سے ملے گا یہ ان پر سوز دعاؤں سے ملے گا جو دل کے اعماق سے نکلتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم امن چاہتے ہیں۔

۱۱۔ امریکہ کے صدر آئزن ہاور Eisenhower نے کہا تھا کہ عالمی امن اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے

If this mass dedication launched and ending campaign for peace supported by prayer. I am certain wonderous results would ensue.

اگر عوام اپنے آپ کو اس نیک مقصد کی خاطر وقف کر دیں اور امن کی خاطر ختم نہ ہونے والی ایسی مہم چلائیں جس کی پشت بانی کے لئے دعائیں ہوں تو مجھے یقین ہے کہ حیرت انگیز نتائج بر آمد ہوں گے۔

۱۲۔ لیڈ بیٹر اپنی کتاب The Masters And The Path کے صفحہ ۲۳۱ پر فرماتے ہیں

Any strong thought of devotion brings an instant response the universe would be dead if it did not....

گداز میں ڈوبی ہوئی دعا کا جواب فوراً آتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو لوگ کائنات کو مردہ سمجھنے لگیں۔

۱۳۔ آر ڈبلیو ٹرائن (R.W.Trine) اپنی کتاب (In tune with the infinite) کے صفحہ ۸۱ پہ فرماتے ہیں۔

Every thought is a force that goes out and comes back laden with its kind.

"ہر خیال ایک لہر ہے جو دماغ سے نکلنے کے بعد موزوں صلہ لیکر واپس آتا ہے"

۱۴ ۔ فلسفہ کا یونانی بادشاہ سقراط عدالت میں سزائے موت کا حکم سننے کے بعد زہر کا پیالہ پینے سے پہلے یوں گویا ہوئے

"مجھے ضرور بالضرور اللہ سے دعا مانگنا چاہیے کہ میرا اس دنیا سے اگلے جہاں کا سفر کامیاب رہے اور برومند رہوں بس یہ، وریہی میری دعا ہے"

پڑھا آپ نے؟ ساری دنیا آج دعا کی طاقت کو مان چکی ہے بلکہ دعا کو سب سے بڑی طاقت قرار دے رہے ہیں۔

لیکن قربان جائیں روحانیت کے بادشاہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۴۱۴ سال پہلے ہی فرما دیا تھا

دعا مانگنے سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔۔ غم دور ہوتے ہیں۔ دعا رحمت کی چابی ہے۔

فلسفہ اور نفسیات کا ماہر ولیم جیمز (William James) کہتا ہے

یہ بات طبی تجربے سے بھی پایہ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ خاص ماحول میں دعا شفا میں ممد ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ایک طریق علاج سمجھ کر اس کی تائید کرنا چاہیے۔ اخلاقی امراض میں تو دعا اور زیادہ یقینی طور پر کارگر ہوتی ہے اس لئے دعا کو بیکار سمجھنا اخلاقاً بھی مضر ہوگا۔

دعا اپنے اندر کتنی طاقت رکھتی ہے۔ اس بات سے اندازہ لگاؤ کہ نوح علیہ السلام نے دعا مانگی رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا اے میرے اللہ زمین پر کوئی کافر (زندہ) نہ چھوڑیو۔

یہ دعا قبول ہوئی اور پہاڑوں کے اوپر چالیس چالیس فٹ پانی تھا۔ نوح اور کشتی میں

بیٹھنے والوں کو بچایا باقی ثم اغرقنا بعد الباقین ۔ جو باہر تھے وہ غرق کر دیئے۔ کولمبیا انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۸۲۴ پہ ہے۔

Noah was the builder of the Ark that saved human and animal life from the deluge His sons Shem Ham and Johpet are ancestors of mankind

نوح اس کشتی کا معمار تھا۔ جس نے انسانی اور حیوانی زندگی کو طوفان سے بچالیا تھا۔ نوح کے تین بیٹے سام۔ حام۔ یافت سے آگے نسل انسانی چلی۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی اللہ نے تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں بچہ عطا کیا۔ زکریا علیہ السلام نے لڑکے کے لئے دعا کی اللہ نے فرمایا جاؤ تجھے بچہ عطا کریں گے۔ حالانکہ دونوں ظاہری طور پر بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔

ایوب علیہ السلام نے بیماری میں دعا مانگی اللہ نے بیماری سے شفا دی۔

آخر میں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ پڑھیے اور سر دھنیے۔

"دعا مصائب کو دور کرتی ہے"

ڈارون کا نظریہ اور حدیث مبارکہ

ان اللہ قد اذھب عنکم عبیتہ الجاھلیتہ وفخرھا بالاباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو آدم و آدم من تراب ۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۴۱۸ - لائن ۱)

ترجمہ "...... اللہ نے تم سے جاھلیت کی بڑائی اور باپوں پہ فخر کرنے کی علت کو ختم کر دیا ہے۔ (اب دو ہی ذاتیں ہیں) یا تو مومن متقی یا فاجر بدکار۔ تمام آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے (بنائے گئے تھے)

حدیث مبارکہ کے اس حصے میں دو باتیں قابل توجہ ہیں

ذاتیں دو ہی ہیں یا وہ جنتی ہے یا وہ دوزخی۔ اس ٹاپک پہ میں حدیث نمبر ۲۶ پہ تفصیل سے گفتگو کر آیا ہوں۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ جملہ ڈارون کے نظریے کا رد ہے۔ آئیے پہلے چارلس ڈارون کے ذریعے کے متعلق جانتے ہیں۔ پھر فرمان مصطفیٰ پڑھیں گے۔

ڈارون کا نظریہ اور حدیث مبارکہ

کیمبرج (Cambridge) کے کرائسٹ کالج سے ایک پادری چارلس ڈارون نے گریجویشن کیا تعجب ہے۔ کہ اسکا علم حیاتیات یا طب میں کوئی تجربہ نہ تھا پھر بھی اس نے کہا کہ انسان ایک جانور تھا جس کا ارتقا ایک سالمے سے ہوا اور ۱۸۵۹ء میں اپنی کتاب The Origin of species میں رائے پیش کی کہ زندگی کی تمام موجودہ

اشکال ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچی ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ یہودیوں نے اس نظریہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا وہ تو یہی چاہتے تھے کہ لوگ خدا سے دور ہٹیں۔ یہی سمجھیں کہ سب کچھ خود بخود اور اتفاقیہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ سائنسدانوں نے چٹانیں کھودنا شروع کر دیں۔ کہیں سے مرے ہوئے بندر کا دانت ملا۔ کہیں سے جبڑے کا ٹکڑا ملا۔ کہیں سے پنڈلی کی ھڈی ملی بس ان کو جوڑ کر ایک کہانی بنائی کہ انسان بندر کی ترقیاتی شکل ہے۔

انسان کس طرح پیدا ہوا اسکی انگریزی کہانی ملاحظہ ہو۔

جب زمین پر ہزاروں سال تک بارشیں ہوتی رہیں تو نتیجتاً سمندروں نے جنم لیا فضا کی میتھین اور امونیا گیس بھی سمندروں میں جمع ہو گئی۔ پھر امونیا گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ میتھین گیس اور پانی پر الٹرا وائٹ اور کاسموس شعاعوں کی بمباری سے امینو ایسڈز کے مرکبات وجود میں آتے جو زندگی کے ابتدائی بلڈنگ بلاکس ہیں۔

امینو ایسڈز میں نمی اور شعاعوں کے عمل سے تبدیلیاں آئیں تو شوگر کے مرکبات وجود میں آتے۔ آکسیجن، ھائیڈروجن، نائٹروجن اور کاربن کے ہزار ھا ایٹموں کے اجتماع سے پروٹینز کو وجود ملا۔ پروٹینز کے پیچیدہ مرکبات نے نیو کلیک ایسڈز کی شکلیں اختیار کیں۔ مختلف نیو کلیک ایسڈز کے مجموعے سے زندگی کا وہ نیو کلیک تیار ہوا جس میں خود افزودگی کی صلاحیتیں موجود تھیں۔ دنیا میں سب سے پہلے آبی نباتات نے زندگی کی شکل اختیار کی حیات و موت کا عمل شروع ہوا پرانے پودے مرتے گئے اور نئے نئے پودے پیدا ہوتے گئے۔ ۸۰ کروڑ سال تک پودوں میں ارتقاء ہوتا رہا۔ پھر سمندر کے اندر جراثیم پیدا ہوتے اور کچھ متنفس پودے سمندر میں پیدا ہوتے۔ اور یہی پودے بعد میں مرجان اور کینچوے کی شکل اختیار کر گئے۔ سمندری کائی۔ بے ریڑھ اور رینگنے والے جانور وجود پذیر ہوتے۔ ان آبی جانوروں نے آہستہ آہستہ پانی کے کناروں اور سمندروں کے ساحلوں پر بیٹھ کر زندگی کے کچھ لمحات گزارنے کی صلاحیت پیدا کی۔ یہ

جانور ۶۵ کروڑ سال تک ارتقاء کی منازل طے کرتے رہے۔ ان جانداروں کو ہوا نے جب براہ راست تقویت دی تو انکے ارتقاء کی رفتار تیز ہو گئی۔ تو مونگے۔ سوسن۔ اسفنج۔ شکم پائے۔ بازو پائے جیسے جانور نمودار ہوئے اور سمندروں میں جانداروں کا ایک جہان نمودار ہوگیا۔ ۲۵ کروڑ سال تک یہ ارتقاء کی منازل طے کرتے رہے سب سے پہلا جانور جو خشکی پر بھی رہنے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ "جل تھیلا" تھا

سمندری جانوروں کے باہمی اختلاط سے بہت سے نئے جانوروں نے جنم لیا۔ ان میں رینگنے والے جانور بھی تھے۔ اسی دور میں ایسے جانور بھی پیدا ہوئے جو پانی پر تیرتے تھے۔ کچھ ایسی مچھلیاں تھیں جو ہوا میں اڑتی تھیں پروں والے جانوروں کی افزائش ہوئی تو پرندے عام ہوئے۔ بعد ازاں سب سے اہم جانور جو زمین پر نمودار ہوا وہ Mammel تھا ایک بہت بڑا پستان دار جانور اور یہ جانور اپنے نر کے محتاج تھے۔ یوں جانوروں کی زندگی کا آغاز ہوا۔ پھر جاندار ترقی کرتے کرتے بندر تک پہنچے اور پھر بندر کا ارتقاء ہوا دیں صرف یہاں نام لکھوں گا تفصیل آپ میری کتاب "سراغ زندگی" میں پڑھیں۔

۱۔ (پلو پیتھکس) Pliopthecus
۲۔ (پرو قنصل) Proconsul
۳۔ (ڈرائیو پیتھی کس) Dryopithecus
۴۔ (اوریو پیتھی کس) Oreopithecus
۵۔ (راما پیتھی کس) Ramapithecus
۶۔ (آسٹرالو پیتھی کس) Australopithecus
۷۔ پیرن تھروپس Paran Thropus
۸۔ ایڈوانسڈ آسٹرالو پیتھی کس Advanced Australopithecus

۹۔ (ہوموایریکٹس) Homo Erectus

۱۰۔ (ارلی ہوموسیپی نیس) Early Homo Sapiens

۱۱۔ سولومین Solo Man

۱۲۔ Rttodesiam Man

۱۳۔ نینڈر تھل مین Neanderthal Man

۱۴۔ کرومیگنن مین Cro-Magnon Man

پندرہ Steps بندر کے گزرے تو انسان بنا"

یہ تھا انگریزوں کا نظریہ یہ Evolution Theory کے نام سے مشہور ہے۔ Early Man نامی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ انکی ریسرچ پر حیران ہو جائیں گے اور ثابت کرتے ہیں کہ انسان کا سلسلہ نسب بندر تک ملتا ہے لیکن ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں گویا باپ ایک عالم اور نبی تھا۔ ڈارون کے نظریہ پہ میں کیا دلائل دوں۔ اسکے نظریے کا اس کے ہم مذہب و ہم عصر و ہم مشرب ہی انکار کر رہے ہیں آیئے دلائل پر غور کریں اور آخر میں ایک جملہ بلند آواز سے بولئے گا۔

"Super Man in The World is Muhammad"(PBUH)

1- The encyclopaedia of ignorance P-234

اس میں The fallacies of evolution theory کے عنوان کے تحت صاحب مضمون Tomiline لکھتے ہیں۔

The present impasse in evolutionary thinking, productive of so many fallacies is due, chiefly to the inerpretation of biological act in terms of out of date physical theory.

The encyclopaedia of ignorance. P.236

پر Mynard smith اپنے مضمون A limitation of evolution theory میں فرماتے ہیں۔

There are a lot of things we do not know about evolution ..... evolution theory is inadequate

ترجمہ:- ایسی بے شمار اشیا۔ جن کے ارتقاء کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ نظریہ ارتقاء بالکل ناقص ہے

ڈارون کے نظریہ ارتقا کی تحقیق و ریسرچ اور ملنے والے جبڑے دانت اور چند ہڈیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈی سی جوحانسن اپنے مقالہ Rethinking The Origins of genus human میں لکھتے ہیں۔

investigation related to unravelling intricacies of mankinds, earliest stages of evolution have prolificated during approximately the last 15 years, it has become increasingly clear that although the store house of human palaeontology is considerably fuller now than in the past, We still must await additional evidence, before final decisions can be made. concerning human evolution and taxonomy It is a difficult task for the anthropologists to ascertain relation ship between such fossils a human jaw fragment and an arm bone. Fragment do not give us much insight into the problems of human origins because these specimens are so fragmentary.

ترجمہ :- نوع انسانی کے اولین ارتقائی مرحلوں کی عقدہ کشائی کے سلسلے میں پیچیدگیاں حائل ہیں ان سے متعلق تحقیقات اگلے پندرہ سال کے دوران بار آور ہو چکی ہیں۔ یہ بات بتدریج واضح ہو چکی ہے کہ اگرچہ انسانی علم اخفوریات اب ماضی کی بانسبت زیادہ لبریز ہو چکا ہے۔ تاہم اب بھی ہم کو آخری فیصلہ کرنے سے پہلے اس ضمنی شہادت کا انتظار کر لینا چاہیے جو انسانی ارتقاء اور درجہ بندی سے تعلق رکھتا ہے۔ ماہرین کے لئے مختلف اخفوریات کے درمیان رشتہ و تعلق دکھانا ایک مشکل ترین مرحلہ ہے۔ کسی قدیم انسانی جبڑے کے محض ایک جزو یا ٹکڑے کی بدولت ہمیں کوئی ایسی بصیرت حاصل نہیں ہو سکتی جو اصل انسانی ارتقاء کے مسائل کو حل کرنے میں معاون بن سکے۔ کیونکہ یہ آثار بالکل جزوی ہیں۔

پرنسپل نیلہ اسلم صاحبہ اپنے مضمون Life میں فرماتی ہیں کہ ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ اب ارتقاء کا عمل کیوں رک گیا ہے؟ آجکل بندروں کی ڈھیروں اقسام Gibbon چیمپینزی بن مانس وغیرہ موجود ہیں۔ اب کیوں نہیں کوئی بندر انسان بن رہا۔ انسانی ارتقاء میں جو کڑیاں سائنسدان ملاتے ہیں وہ آج کیوں نہیں پائی جاتیں۔ ہومینڈ۔ نیدر تھل۔ ہومو ایرکٹس کرو میگنن کدھر گئے۔ ایپا موجود ہے۔ اور اس سے آگے کی تمام کڑیاں (چند چھوڑ کر) موجود ہیں۔ صرف انسان سے تعلق رکھنے والی قریبی کڑیاں یکدم غائب ہو گئیں؟ تعجب ہے۔ حالانکہ Philosophy of struggle for existance کے تحت کمزور کو ختم ہونا چاہیے۔ ہوا الٹ طاقتور اور ترقی یافتہ کڑیاں ختم ہو گئیں

۵ - یہ صرف نیلہ اسلم صاحبہ ہی نہیں بلکہ ایک جدید سائنسدان دواں گیش (Duane Gish) بھی فرماتے ہیں۔

" Evolution Theory ایک فلسفیانہ خیال ہے۔ در حقیقت اسکی کوئی بنیاد نہیں" حتیٰ کہ نظریہ ارتقاء کا پر جوش حامی علم حیاتیات کا پروفیسر R.B.Gold Schmidt فرماتے ہیں۔

۶۔ " نظریہ ارتقاء کے بارے میں اب تک کوئی بھی شک و شبہ سے بالاتر سائنسی شہادت نہیں مل سکی اور یہ محض سوچ کا ایک انداز ہے "

۷۔ پروفیسر گولڈ سمڈ تھ اور پروفیسر میکبتھ فرماتے ہیں کہ

نظریہ ارتقاء کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں ہے اور ارتقاء کے حامیوں نے کتابوں میں (جیسا کہ ارلی مین ہیں) جو تصاویر چھپوائی ہیں وہ سب من گھڑت ہیں۔

۸۔ پروفیسر میکس ویسٹن ہوفر Westen Hofer نے تمام زمانوں کے حشرات، وحیوانات یعنی درندوں پرندوں، چرندوں کا مطالعہ کیا اور بتایا کہ یہ ہمیشہ سے ساتھ ساتھ موجود رہے ہیں اور فرماتے ہیں پروفیسر ویزامین Weis man کا نظریہ Java Man سائنس کے ساتھ مذاق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ Evolution Theory ایک سوچا سمجھا ڈھونگ ہے۔

میں نے انگریز سائنسدانوں ہی کے حوالے دیئے کہ انکے نزدیک یہ سب کا سب فراڈ ہے انسان بندر کی ارتقائی شکل نہیں ہے۔

صرف اور صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچا ہے کہ

تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم مٹی سے (بنائے گئے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جملے کو بھی دنیا تسلیم کرتی جا رہی ہے کہ آدم مٹی سے بنے۔

برطانیہ کے J.B.S.Holdanse نے مٹی کو اپنا موضوع بنایا یہ دنیا کا پہلا برطانوی سائنسدان ہے جس نے اپنے تجربات کے ذریعے انسانی وجود کا آغاز مٹی سے ثابت کیا

اسکے مطابق مٹی ایک اہم انسانی جزو ہے اس میں ہوا اور پانی بآسانی گردش کر سکتے ہیں اس سے بڑھ کر مٹی کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں بجلی کی منفی اور مثبت لہریں آپس میں ٹکرا کر برقی نظام پیدا کرتی ہیں۔

اسرائیل کے سائنسدانوں نے بھی Amino Acids کی ترتیب میں مٹی کی نشاندہی کی ہے۔ اور Amino Acids ان دواہم Chemicals میں سے ہے جو زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں۔

وہ بات جو آج سے ۱۴۱۴ سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی کہ آدم مٹی سے بنا اس کو آج یورپین ثابت بھی کر رہے ہیں اور تسلیم بھی کر رہے ہیں تو پھر ایک بار مل کو بولیئے

Super Man in The World is Only Muhammad.(PBUH)

CREATION OF MAN

عن ابی عبدالرحمن عبداللہ بن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ان احدکم یجمع خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفتہ ثم یکون علقتہ مثل ذالک ثم یکون مضغتہ مثل ذالک ثم یرسل الیہ الملک فینفخ فیہ الروح

ترجمہ :- ابو عبدالرحمن عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صادق مصدوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک آدمی کا مادہ خلق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک قطرہ آب کی صورت میں جمع رہتا ہے پھر بن جاتا ہے جما ہوا خون۔ اتنی ہی مدت میں پھر چالیس دن میں گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے پھر اسکی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔

(بخاری شریف مشکوۃ شریف صفحہ ۲۰ ابن ماجہ شریف صفحہ ۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان عالی شان ملاحظہ ہو۔ آپؐ نے عبداللہ ابن سلام کے تیسرے سوال **وماینزع الولدالی ابیہ اوالی اُمہ؟** کونسی چیز بچے کو ماں یا باپ کی طرف کھینچتی ہے؟ آپؐ نے جواب دیا۔

اذاسبق ماءالرجل ماءالمراۃ نزع الولدواذاسبق ماءالمراۃ نزعت

جب آدمی کا نطفہ غالب آتا ہے تو مشابہت مرد کی ہوگی اگر عورت کا نطفہ غالب آئے گا تو مشابہت عورت کی ہوگی۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث مبارکہ Embryology کے اہم گوشوں سے پردہ ھٹاتی ہیں۔ سائنسدانوں کو ان کے بارے میں سالہا سال کی ریسرچ کے بعد ۱۸۶۵ء میں آسٹریا

کے گریگر میڈل سے معلوم ہوا۔ ایک انسانی خلیے میں ۴۶ کروموسومز ہوتے ہیں اور ایک لاکھ جینز ہوتے ہیں۔ بچے کی تشکیل میں ۲۳ کروموسومز ماں کی طرف آتے ہیں اور ۲۳ کروموسومز باپ کی طرف آتے ہیں۔ کل ہوتے ۴۶۔ ماں کے کروموسومز میں x - x کروموسومز ہوتے ہیں جبکہ باپ میں y - x کروموسومز ہوتے ہیں۔ باپ کا y کروموسوم غالب آجاتے تو لڑکا پیدا ہوتا اگر ماں کے x کروموسومز غالب آجائیں تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

سائنسدانوں کو ۱۸ صدی میں معلوم ہوا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۶ء میں فرمادیا تھا کہ لڑکا اور لڑکی کس طرح بنتے ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا کے غیر مسلم کو بتاؤ تم نے تو Lenses اور Microscopes کی مدد سے Embryo کا مطالعہ کیا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر آلات سے بتادیا تھا کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ کن مراحل سے گزرتا ہے آؤ غیر مسلموں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جھک جاؤ۔ یہ علم کا شہر ہے۔ علم کی ہر قسم اس شہر میں مل جائے گی۔

ایک دفعہ پھر فرمان عالی شان پڑھیے۔ چالیس دن تک نطفہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ ماں کے رحم کے اوپر والے حصے میں دائیں بائیں دو پتلی پتلی ٹیوبیں Salpinx ہوتی ہیں۔ ان ٹیوبوں کے سرے پھولوں کی طرح کھلے ہوتے ہیں۔ جونہی نطفہ Pelvic Cavity (Zygot) میں گرتا ہے تو ان ٹیوبوں کے پھولوں کی طرح کھلے ہوتے روزن اسے اندر سمیٹ لیتے ہیں۔ یہ مخصوص عرصے تک یہیں رہتا اور تاب پذیر ہوتا ہے۔ یہاں تقریباً چالیس روز لگ جاتے ہیں پھر دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے۔ اسکو Endometrium کہتے ہیں۔ یہاں آکر وہ خون کا لوتھڑا یعنی مضغہ بن جاتا ہے۔ یہ Chewed Lump یہاں چالیس دن گزارتا ہے۔ پھر یہ علقہ یعنی

Hanging Mass clinging to the endometrium of the uterus کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

آپ نے فرمایا چالیس دن نطفہ پھر چالیس دن مضغہ پھر چالیس دن علقہ پھر روح پھونکی جاتی ہے یہ تقریباً ۴ ماہ کا عرصہ بنتا ہے گویا کہ ۴ ماہ بعد بچے میں جان پڑ جاتی ہے اور سائنس یہی کہتی ہے چار ماہ بعد بچے میں روح پڑ جاتی ہے۔

ودأ

اصول تجارت

حدثنا یوسف بن محمد قال حدثنی یحیی بن سلیم عن اسمعیل بن امیہ عن سعید بن ابی سعید عن ابی ھریرہ عن النبی قال قال اللہ تعالٰی ثلثۃ انا خصمھم یوم القیمۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حر فاکل ثمنہ ورجل استاجر اجیر فاستوفی منہ ولم یعطہ اجرہ

ہم سے یوسف بن محمد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحیی بن سلیم نے انہوں نے اسمعیل بن امیہ سے انہوں نے سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابوھریرہ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک تو جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر فریب کیا دوسرے جس نے آزاد کو بیچ کر اس کا مول کھایا تیسرے جس نے مزدور سے مزدوری لی اور اسے پوری اجرت نہ دی

دکتاب [illegible] شریف

رسولؐ بلاشبہ Super man ہیں کیونکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جسکے متعلق ہمیں زریں اصول احادیث مبارکہ سے نہ ملتے ہوں احادیث دراصل ہماری پوری زندگی کا احاطہ کئے ہوتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں تجارت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور اصول و ضوابط کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ نکات ہیں جن کو معیشت دانوں نے برسہابرس کی تحقیقات کے بعد وضع کیا ہے۔ کسی بھی ملک کی مضبوط معیشت کا انحصار اس کی تجارت پر ہوتا ہے اور بہترین تجارت کے لئے با اصول تاجر کی

موجودگی ضروری ہوتی ہے۔

وعدہ کی حیثیت کاروبار میں ایسے ہی ہے جیسے روح کی حیثیت جسم میں اکنامکس کی اصطلاحات میں کاروباری افراد کے لئے عام طور پر دو قسم کی Categories ہوتی ہیں۔

واحد اجر Single Entrepreneur

شراکت Partnership

دونوں Categories کی کامیابی کا انحصار ان کو چلانے والے افراد کی امانتداری صداقت اور دیانتداری پر ہوتا ہے۔

آجر Entre Preneur کاروبار کے جہاز کا کپتان ہوتا یہ اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے کہ وہ اس جہاز کو موجوں اور طوفانوں سے بچاتا ہوا ترقی کامیابی اور سلامتی کے ساتھ ساحل تک لے آتے۔

ملکی معیشت ہو یا ذاتی کاروبار ہر دو میں Entre Preneur آجر اور مزدور دونوں کی باہمی تنظیم کے بغیر کوئی بھی عمل اچھے طریقے سے مکمل ہونا ممکن نہیں ان میں مکمل ہم آہنگی ہوگی تو کاروبار چلے گا۔ یعنی مالک مزدور کا اور مزدور مالک کا خیال رکھتے ہوئے کام کریں گے تو نتائج بہتر حاصل ہو سکیں گے۔

مشہور Economist مؤر Moore اپنی کتاب میں کامیاب کاروباری بننے کے لئے وعدہ کی پابندی اور انصاف کے ساتھ فیصلے کی اہمیت پر زور دیتا ہے وہ لکھتا ہے۔

" کامیاب تاجر کے لیے۔ ضروری ہے کہ وہ وعدہ کی پابندی کرے، اس سے اس کی حیثیت اور شخصیت میں پر وقار اضافہ ہوگا لوگ خوشی سے اس کے ساتھ کاروبار کریں گے۔

Strict obedience of promises is essential for a successful trader. This will up lift his status and strengthened his personality and people will feel pleasure in having business with him.

Business man کی زندگی کے بنیادی اصول اگر سچائی اور انصاف پسندی پر مبنی ہوں تو یہ اس کے کاروبار کے لئے Golden pillars بلکہ Platinum pillars ثابت ہوں گے کیونکہ لوگوں کا اعتماد انہی اصولوں پر کاربند رہنے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے

یورپین ماہر Ross نے اپنی کتاب Foundation of Ethics میں لکھا کہ "سودے بازی میں سچ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے پیداوار کے بڑھنے کا انحصار اس بات پر ہے کہ ملازم کی عزت کی جائے اور اس کی اجرت وغیرہ وقت پر ادا کی جائے"

Truth is the foundation stone in business. Increase in production depends upon the respect of labour and in time payment of wages.

اجرت سے مراد وہ ادائیگی ہے جو مزدور کو اس کی جسمانی یا دماغی کاوش کے عوض دی جاتی ہے۔

Wages means money paid to the labours in lieu of their mental or physical services.

یعنی اجرت وہ رقم ہے جو مزدور کو اس کی خدمات کے عوض دی جاتی ہے۔ قدر کے نظریہ محنت یعنی Labour theory of value کے مطابق ہر چیز کی پیداوار کا انحصار اور دارومدار صرف مزدوروں کی محنت پر ہے۔ یہ باتیں طویل ریسرچ اور سروے کے بعد کہی گئیں ہیں اور یہی باتیں ۱۴۰۰ سال پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ تجارت نبیوں کا پیشہ رہا ہے مزدوروں کے حقوق کی ادائیگی

کا ہمارے مذہب میں بھی کافی پرچار کیا گیا ہے۔ جیسے حدیث مبارکہ ہے کہ

"مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے"

جب مزدور کو اس کی محنت کا پھل اس قدر جلد اور بن مانگے مل جایا کرے تو وہ کیوں نہ دل لگا کر کام پر راضی ہوں اسے جب یقین ہو گا کہ میرے مالک کی نظروں میں میری محنت کی عزت اور قدر و منزلت ہے تو وہ مزید شوق اور لگن سے کام کرے گا۔

پیری Perry اپنی کتاب میں لکھتا ہے

نئے بزنس مین کے وعدہ کی پابندی کی عادت ہی اسے مختصر عرصہ میں دوسروں سے مختلف اور بہتر کر سکتی ہے اس کنجی کے ذریعے وہ کم وقت میں اپنے لئے زیادہ سے زیادہ کامیابی کے دروازے کھول سکتا ہے۔

Strict observance of promises is the only thing that can make a new Business man better and different from others. With this key he can disclose more and more doors of success with in short time.

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے روز نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا

احادیث میں منافق کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک وعدہ خلافی بھی ہے

ارشاد ربانی ہے۔

واوفو بالعهد ان العهد كان مسئولا ۔ اور عہد پورا کیا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہو گی

جس مذہب میں وعدہ کی پابندی کے متعلق اتنے احکامات ہوں تو اس مذہب کے Follower کسی بھی کاروبار میں نقصان نہیں اٹھا سکتے۔

ایڈم سمتھ Adam Smith جو کہ گلاسکو یونیورسٹی میں اخلاقیات اور فلسفے کا پروفیسر تھا اس کو بابائے کلاسیکل معاشیات دان Father of classical Economist کہا جاتا ہے اس نے کاروبار کے سلسلے میں اپنی Theory Of Absolute Advantage دی جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ Division Of Labour And Specialization پر یقین رکھتا تھا۔

کلاسیکل ماہرین کے مطابق اشیاء کے مصارف کا انحصار محنت کے مصارف پر ہوتا ہے محنت کی اکائیاں یعنی مزدور معیشت کے تمام شعبوں میں یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لئے بہتر کاروباری نتائج کے لئے ان کی Satisfaction ضروری ہے۔

ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو واضح اصول بتائے۔

کہ تجارت میں دھوکہ نہ ہو۔ اور مزدور کو پوری اجرت دو۔ وقت پہ دو۔

"اصول جنگ"

الحرب خدعتہ

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۰۸ لائن ۲۷)

جنگ (میں) دھوکہ (دینا جائز) ہے

لفظ دھوکہ سنتے ہی سننے والے کے ذہن میں ایک نفرت بھرا احساس ابھرتا ہے۔ کیا کریں اردو کا دامن ہی اتنا چھوٹا ہے کہ وہ عربی لفظ کے وسیع معنی و مفہوم کو ایک لفظ میں نہیں سمو سکتا اور بعض اوقات تو یوں ہوتا ہے کہ اردو کے پاس لفظ تک نہیں ہوتا۔ مثلاً لاریب فیہ اسکا ترجمہ کرتے ہیں اس کتاب میں شک نہیں "شک" بذات خود عربی کا لفظ ہے اللہ ہی کہہ دیتا "لا شک فیہ" اسی طرح خدع کا ترجمہ اردو نے کیا دھوکہ دینا ... خدع کا معنی ہوتا ہے جو کچھ دل میں ہے اسکے خلاف ظاہر کرنا۔ اسکے بنیادی معنی چھپانے اور مخفی رکھنے کے ہیں۔

اب حدیث مبارکہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ جب کافروں سے جنگ ہو تو ہر عمل مخفی رکھو۔ وہ آپ کے حملے اور طریقے سے باخبر نہ ہوجائیں کیونکہ اگر پہلے خبر ہوگئی تو وہ دفاعی طاقت پیدا کرلیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر Intelligence یعنی اصول رازداری سے کام لیتے تھے۔ بعض اوقات تو یوں ہوتا تھا کہ اپنوں کو بھی نہ بتاتے تھے کہ کدھر جانا ہے اور حملہ کہاں کرنا ہے۔ مثلاً ہجرت کے سترھویں مہینے حضرت عبداللہ بن الاسدی کی قیادت میں ۱۲ مہاجرین کا دستہ بھیجا اور ساتھ ایک بند لفافہ دیا اور فرمایا اسے دو دن بعد کھولنا دو دن بعد جب لفافہ کھولا گیا تو اس میں تحریر تھا نخلہ کے مقام پر جاکر قریش کی نقل و حرکت دیکھو۔ اور ہمیں اطلاع دو۔ اس قسم کے دستوں کو

آجکل کی اصطلاح سرغراسانی میں گشتی دستہ Reconnaisance patrol کہتے ہیں۔ جب کہ فوج لے جانے کا قصد کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک کو خبر نہ تھی، اور لشکر کو تو مکہ کے قریب جا کر معلوم ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے عظیم اور سب سے بڑے کامیاب جرنیل ہیں۔ وہ تمام Principles of war جو آج بنائے اور بتاتے جا رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی بتا چکے ہیں۔

جنگ کے آٹھ اصول ہیں۔

۱۔ اصول جارحیت Offensive Action
۲۔ حفظ ما تقدم Principles of security
(i)۔ نیشنل سیکورٹی National Security
(ii)۔ ٹیکٹیکل سیکورٹی Tactical Security
۳۔ اجتماعی حملہ Concentration
۴۔ تیز رفتاری Mobility
۵۔ امداد باہمی Co-operation
۶۔ اچانک حملہ Surprise
۷۔ مقصد پہ نظر Maintenance of the objective
۸۔ کم سے کم فوج کا استعمال Economy of force

بڑی ریسرچ اور تجربوں کے بعد جو کچھ دنیا کی آرمی کو معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو پہلے ہی سے جانتے تھے۔ آیئے ان اصولوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں دیکھتے ہیں۔

اصول جارحیت Offensive Action

جنگ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج کی تعداد ۱۴۰۰ اور یہودیوں کی فوجی قوت کا یہ حال تھا کہ وہ ہزاروں لشکر اکٹھا کر سکتے تھے وہ دولتمند بھی تھے انکے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی نہ تھی اور تھے بھی وہ اپنے گھر میں مسلمان سو میل کا سفر کر کے آئے تھے۔ تمام ماہرین جنگ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خواہ فوجی قوت کم ہو سپہ سالار کے دلیرانہ اقدام Bold action سے دشمن کے دل پر رعب طاری ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ Boldness کو جنگ کے ایک اہم اصول کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جسے فوجی ٹیکنیک میں Offensive action کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی فراست Strategical insight دیکھیے کہ اتنی بڑی قوت سے خوف زدہ نہ ہوتے۔ جنگ خیبر میں ہمیں جنگ کا پہلا اصول Offensive action نظر آتا ہے۔ فوجی حکمت عملی کو نا سمجھنے والے شاید اسے اپنے مفہوم میں لیں لیکن فوجی ماہرین کہتے ہیں۔

Attack is the best defence

۲ Surprise

سرپرائز یعنی اچانک حملہ کر کے دشمن کو حیرت زدہ کرنا ایک اصول جنگ ہے۔ اس پر عمل تبھی ہو سکتا ہے جب آپ کی Intelligence Service بہت تیز ہو۔ اسی پر جنگ کی جیت کا انحصار ہوتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اسکے بغیر فوج اندھی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم Intelligence کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم ایک طرف تو دشمنوں کے مرکز میں اپنے جاسوس رکھتے دوسرا اپنی نقل و حمل کو پوشیدہ رکھتے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن

کو Surprise کا شکار بناتے تھے خود Surprise کا شکار نہ ہوتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاسوسی کے لئے کم از کم دو آدمی بھیجتے تھے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ اگرچہ مدینہ سے مکہ جنوب کی جانب واقع ہے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ جانے لگے تو شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ اس لئے لوگوں کو خاص کر مدینہ کی غیر مسلم آبادی کو معلوم ہو رہا تھا کہ آپ شام پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ راستے میں حلیف قبائل کو لیکر آپ پھر شمال مشرق کی طرف جاتے ہیں اور پھر جنوب مشرق کی طرف اسی طرح سمت بدلتے ہوتے جاتے ہیں اور کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ منزل مقصود کیا ہے۔ حتیٰ کہ شام کو آپ مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ اسے جنگی اصطلاح میں Surprise کہتے ہیں۔

جنگ خندق میں جب دس ہزار کا لشکر مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے مدینہ پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگی فراست Generalship کا کمال تھا کہ آپ نے تین ہزار صحابہ کو ساتھ لیا ۸ ذیقعد ۵ھ کو شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاریاں شروع کروائیں۔ دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔ بیس دن میں ۵ فٹ گہری دو تین میل طویل خندق تیار ہو گئی۔ اور چوڑی اتنی تھی کہ نہ پھلانگا جا سکتا تھا اور نہ گھوڑا کود سکتا تھا۔

آپ کی جنگی قابلیت کا یہ کمال تھا کہ دشمن جب مدینہ پہنچا تو خندق تیار ہو چکی تھی دشمن اس نئی چیز کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس قسم کے Surprise کو Tactical Surprise کہتے ہیں۔

۳۔ حفظ ما تقدم Principles of Security

۲ ہجری کو مدینہ سے شمال کی جانب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے احد وہاں قریش بدھ کے دن پہنچ گئے اور پڑاؤ ڈالا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم جمعہ کے دن

جمعہ پڑھ کر چلے ۔ میدان کا جائزہ لیا کوہ احد کو پشت پر رکھا اور صف بندی کی۔ پشت کی طرف سے احتمال تھا کہ دشمن ادھر سے حملہ نہ کردے ۔ حضرت عبداللہ ابن جبیر کی زیر سرپرستی پچاس تیر اندازوں کو وہاں مقرر کیا اور فرمایا فتح بھی ہو جائے تم نے ادھر سے نہیں ہٹنا

آپ کا یہ اقدام جنگ کے اصول حفظ ما تقدم Security کے تحت تھا۔ کیونکہ وہ درہ فوجی لحاظ سے اس قدر اہم تھا کہ دشمن وہاں سے گزر کر پیچھے سے حملہ کر سکتا تھا۔ اور یہی ہوا۔ جب مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہوا دشمن کے یکے بعد دیگرے دس علمبردار مارے گئے ۔ جھنڈا زمین پر گر گیا کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ لشکر پسپا ہوا تو مسلمان مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے ۔ خالد بن ولید نے اسی درے سے حملہ کرنا چاہا جبل رماۃ پر بیٹھے ہوئے تیر اندازوں نے منہ توڑ جواب دیا۔ لیکن خالد بن ولید وہیں چھپے رہے جب میدان والا لشکر مال غنیمت جمع کرنا شروع ہوا تو جبل رماۃ والوں نے سمجھا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے وہ بھی درہ چھوڑ کر میدان کی طرف آ گئے ۔ خالد بن ولید اسی تاک میں تھے جونہی درہ خالی پایا مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا۔ جب بھاگتے ہوئے لشکر نے خالد بن ولید کو حملہ کرتے دیکھا تو وہ بھی واپس پلٹے پھر کیا تھا مسلمان بیچ میں آ گئے اور بڑا نقصان ہوا۔

ہجرت کے بارہویں مہینے ماہ صفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ مہاجرین لیکر نکلے ۔ اور پیچھے سعد بن عبادہ کو اپنا نائب بنایا آپ کا یہ عمل بھی Security کے تحت آتا ہے۔ تاکہ عدم موجودگی میں حملہ ہو تو قوم محفوظ رہے ۔

۴۔ مقصد پہ نظر Maintenance of the objective

جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ نے سب کو آواز دی لوگ اکٹھے ہوئے جب مسلمان دوبارہ جمع ہو کر مقابلہ کرنے لگے تو ابو سفیان سردار مکہ نے ۔ بہتری اسی میں

سمجھی کہ جنگ بندی کر دی جاتے ۔ واپس مدینہ آکر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کفار کے تعاقب پہ تیار ہو جاؤ۔ سپہ سالار کا حکم مانتے ہی چل پڑے ادھر ابو سفیان کو احساس ہوا کہ غلطی ہو گئی ہے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہیے تھا چنانچہ وہ لشکر کو لیکر واپس مڑا راستے میں ہی اسے معلوم ہوگیا کہ مسلمان تعاقب میں آرہے ہیں تو اس نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ اور مکہ واپس گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنرل شپ ملاحظہ ہو کہ سارے دن کی تھکان زخموں سے رستا ہوا خون کسی کی بھی پرواہ نہ کی اور تعاقب کا حکم دیا۔ یہ آپ کا اصول جنگ Maintenance of the objective کے تحت عمل تھا۔ کیونکہ سپہ سالار کا مقصد صرف شہر فتح کرنا نہیں ہوتا بلکہ دشمن کی فوجی قوت کو ختم کرنا ہوتا ہے۔

۵۔ کم سے کم فوج کا استعمال Economy of Force

اسلام کی فوج کی تعداد اکثر کم ہی رہی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ جیتتے رہے ہیں اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ جوان کی طرف توجہ کم اور ایمان کی طرف توجہ زیادہ دیتے تھے۔ سو مومن ہزار پر غالب آجاتا تھا۔ جنگ بدر کو لیجئے ۳۱۵ سے ۱۰۰۰ کا مقابلہ کیا۔

ہجرت کے نویں مہینے میں آپ نے ۲۰ مہاجرین کو قریش کے قافلے کے خلاف مقام خرار کی طرف بھیجا۔ غزوہ ابواء میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہجرت کے بارہویں مہینے ماہ صفر میں صرف ۶۰ مہاجرین کو لیکر نکلے۔

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب ہجرت کے چھٹے ماہ قریش مکہ کے قافلے کے خلاف جن کی تعداد ۳۰۰ تھی صرف تیس آدمیوں کو بھیجا۔

سریہ عبیدہ بن حارث جو ہجرت کے آٹھویں مہینے ہوا اس میں ۶۰ مہاجرین تھے۔ اور کفار کی تعداد ۲۰۰ تھی۔

یہاں ہر جگہ آپ کو Economy of Force کا اصول نظر آئے گا۔

۶ ۔ اجتماعی حملہ Concentration

۷ ۔ تیز رفتاری Mobility

۸ ۔ امداد باہمی Co-operation

یہ تینوں اصول جنگ آپ کو فتح مکہ کے اندر ملیں گے جب قریش نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی قریش نے بنو قضاعہ پر بھیس بدل کر حملہ کیا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا یا رسول اللہ ہم نماز پڑھ رہے تھے ہم پر قریش نے حملہ کر دیا۔ آپ نے قریش کی طرف سفیر بھیجا اور کہا تین شرائط رکھتے ہیں ایک قبول کرلو۔

۱ ۔ بنو قضاعہ کا خون بہا ادا کرو۔

۲ ۔ بنو بکر کی حمایت نہ کرو۔

۳ ۔ معاہدہ حدیبیہ توڑ دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کو قریش نے کہا کہ ہمیں تیسری بات منظور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر حملہ کی ٹھان لی۔

سب سے پہلے آپ نے Intelligence Service کو استعمال کیا اہم مقامات پر چوکیاں بٹھادیں کہ ہر آنے جانے والے پر نظر رکھو۔ اس حملہ کو مکمل راز میں رکھا۔ آپ دس ہزار کا لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہوتے۔ پھر شمال مشرق کی طرف پھر جنوب مشرق کی طرف یعنی کسی کو معلوم نہ ہو جاتے۔ منزل مقصود کیا ہے۔ حتی کہ ایک شام آپ مکہ پہنچ گئے تمام راستوں پر اپنی فوج بٹھادی۔ آپ فاتحانہ پیغمبرانہ شان سے مکہ میں داخل ہوتے۔ اس حملے میں مندرجہ ذیل اصول جنگ کارفرما تھے۔

آپ نے پہلے حملہ کیا۔ یعنی Offensive action

دشمن کو حیرت زدہ کیا یعنی Surprise

اور تیزی سے حملہ کی طرف گامزن یعنی Mobility

آپ نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ پوری قوت اجتماعی سے حملہ کیا یعنی Concentration اور مل کر حملہ کیا Co-operation

کوڈورڈ کا استعمال Code Word

آجکل جنگ کے اندر کوڈورڈ استعمال ہوتے ہیں۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے وقت مسلمانوں کے لئے کوڈورڈ مقرر فرمادیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان تمیز ہو سکے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر کوڈورڈ تھا

"حم لا ینصرون" اور ایک جنگ میں مہاجرین کا کوڈ تھا "عبداللہ" اور انصار کا "عبدالرحمان"

بلیک آؤٹ Black out

آجکل دوران جنگ اعلان کیا جاتا ہے کہ گھروں میں روشنی نہ کرو۔ بتیاں بجھادو۔ تاکہ دشمنوں کے طیارے بمباری نہ کریں۔ یہ کام آج کے دور کے جرنیلوں کو معلوم ہوا عظیم جرنیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاگردوں نے اسے کب کا استعمال کردیا۔ حدیث کی مشہور کتاب جمع الفوائد میں معجم الکبیر کے حوالے سے نقل ہے کہ جنگ ذات السلاسل میں امیر لشکر حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ لشکر گاہ میں تین روز تک رات کے وقت کسی طرح کی روشنی نہ کریں اور نہ ہی آگ جلائیں۔ اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوتے تو سپہ سالار نے تعاقب سے بھی منع کردیا۔ مدینہ واپس پہنچ کر صحابہؓ نے شکایت کی کہ امیر نے ہمیں روشنی کرنے دی اور نہ ہی تعاقب کرنے دیا آپؐ نے امیر سے استفسار کیا۔ امیر نے عرض کی یارسولؐ اللہ اگر میں روشنی کی اجازت دیتا تو وہ ہماری تعداد سے واقف ہوجاتے اور ہم پہ حملہ کردیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تدبیر کو پسند فرمایا۔

مصنف کی دیگر تصانیف

- ☆ بسم اللہ اور ہماری زندگی
- ☆ امریکی سکالر کے چار سوالوں کے جواب
- ☆ محبت کیا ہے؟
- ☆ بات سے بات
- ☆ آہ
- ☆ قتل ہی قتل
- ☆ ماں
- ☆ سپرمینؐ ان دا ورلڈ
- ☆ زندگی کیا ہے؟ (زیرِ طبع)
- ☆ حبل اللہ (زیرِ طبع)
- ☆ 52 مقالات (زیرِ طبع)

……… ☆☆☆ اسٹاکسٹ ☆☆☆ ………

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7221953
نیو القمر بک کارپوریشن، گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7355359
مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور فون: 7324948
گیلانی پبلی کیشنز، لاہور فون: 0300-8489101-5270033
ویلکم سٹور، نزد قریشی انڈسٹریز، نیو شالیمار روڈ، لاہور فون: 7467516
فرید بک سٹال 38 اردو بازار لاہور فون: 7312173
شفیق بک سنٹر چوک گڑھی شاہو لاہور فون: 6304761
شبیر برادرز اردو بازار لاہور فون: 7246006
پراگریسو بکس غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فیروز سنز، شاہراہِ قائداعظم، لاہور
ماورا بکس، شاہراہِ قائداعظم، لاہور
مکتبہ الجاہد بھیرہ شریف